امام حسین رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں 18
اختلافِ رائے 23
"خاتم النبیین" کا معنیٰ تفاسیر کی روشنی میں 27
فاروقِ اعظم اور نماز کی محبت 35
بادشاہ کا جاسوس 51

ہمارا معیارِ عزّت

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

ہم زمانۂ رِسالت سے جس قدر دور ہوتے جارہے ہیں اسی قدر قراٰن وحدیث کی تعلیمات پر عمل سے بھی دوری ہوتی جارہی ہے۔ معاملہ تعلیم وتربیت کا ہو یا کہ گھریلو زندگی اور کاروباری معاملات کا، اپنے دین سے ناواقفیت کی بِنا پر ہماری سوچ اور معیار بھی بدلتا جارہا ہے۔ کل تک جنہیں شریف، عزّت دار سمجھا جاتا اور مختلف معاملات میں دوسروں پر انہیں ترجیح دی جاتی تھی انہی کو آج ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور پُرانی سوچ کا مالک کہا جاتا ہے، جبکہ وہ شخص جسے گزشتہ وقتوں میں اس کے غلط کاموں کی وجہ سے بدکردار، بددیانت اور معاشرے کے سُدھار کا دشمن سمجھا جاتا تھا آج اسے شرافت اور عزت کا تاج پہنایا جاتا ہے، صرف اسی پر ہی بَس نہیں بلکہ ایسوں کو اُن مبارک اَفراد پر بھی فوقیت اور ترجیح دی جاتی ہے جو قراٰن وحدیث پڑھنے پڑھانے والے اور دینِ اسلام کے سچے داعی ہوتے ہیں۔

یہ بے بنیاد معیارِ عزّت معاشرے کی تباہی کا سبب بن رہا ہے۔ اس بے بنیاد معیارِ عزّت نے ہزاروں گناہوں کو ہماری نگاہوں میں بہت چھوٹا بلکہ بعض گناہوں کو تو اچھا کر دکھایا ہے۔ آج کے معاشرے کی حقیقی تصویر یہ ہے کہ جُوا، شراب نوشی، بدکاری اور مزید ایسے ہی ایک دو بڑے گناہوں کے سِوا کم ہی کسی گناہ کو گناہ سمجھا جاتا ہے۔

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اگر ہم غور کریں تو یہ فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ عزت وشرافت کے اس طرح کے بے ڈھنگے معیار سے معاشرتی اخلاقیات کا کس قدر نقصان ہورہا ہے اور آنے والی نسلوں کی تربیت کا نظام کتنا بگڑ رہا ہے۔

یاد رکھئے! اسلامی نقطۂ نظر سے وہ باتیں اور کام جو شریعتِ اسلامیہ کے احکامات اور اخلاقی قواعد وضوابط کے مطابق ہوں وہ اچھے اور تعریف کے لائق ہیں، انہیں اپنانے والا مسلمان بھی اچھا اور قابلِ عزّت ہے، جبکہ ہر وہ قول وفعل جو دینِ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہو اس کے مرتکب کی ہرگز حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی اور حقیقت میں ایسے ہی لوگ حقیقی معیارِ عزّت سے گرے ہوئے ہیں۔

اللہ پاک کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔ جس طرح آدمی کے نیک ہونے کے مختلف دَرَجات ہیں اسی طرح انسان کے اَخلاقی وعملی اعتبار سے بگڑے ہوئے ہونے کے بھی مختلف گریڈز ہیں، مثلاً (1) انتہا درجے کے بگڑے ہوئے افراد جیسے اللہ پاک یا دینِ اسلام کا انکار کرنے والے اور اللہ کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال ٹھہرانے والے (2) وہ لوگ جو ہوں تو مسلمان مگر فرائضِ دین جیسے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنے والے ہوں، کیونکہ جو کسی فرضِ اعتقادی کو بلاعذرِ صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکبِ کبیرہ و مستحقِ عذابِ نار ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/282) (3) وہ شخص جو شریعت کی واجب کردہ چیزوں میں سے کسی چیز کا تارِک (چھوڑنے والا) ہو (4) وہ شخص جو سنّتِ مؤکدہ کو تَرک کرنے کی عادت بنالے۔

بسا اوقات ان مذکورہ اقسام میں ذِکر کئے گئے افراد کو ان کی دولت، شہرت، دینی یا دنیوی جاہ و منصب یا نظر آنے والے مختلف دنیوی مینرز وغیرہ کی بِنا پر سُدھرا ہوا سمجھا جاتا اور انہیں عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مگر شریعت کی نظر میں یہ تمام افراد بگڑے ہوئے لوگوں کی لسٹ میں داخل ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ کیجئے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

ہر ماہ تین زبانوں (اردو، انگلش، گجراتی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت

سراج الامّہ، کاشف الغمّہ، امامِ اعظم، فقیہ افخم حضرت سیّدنا
بفیضانِ نظر **امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین و ملّت، شاہ
بفیضانِ کرم **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

فریاد
- ہمارا معیارِ عزّت 1
- نعت / منقبت 3

قراٰن و حدیث
- جنت کی طرف جلدی کرو 4
- کاروانِ علم کے رہبر و رہنما 7
- عقیدۂ توحید کا بیان 9

فیضانِ امیرِ اہلِ سنّت
- شوہر کا نام لے کر پکارنا کیسا؟ مع دیگر سوالات 11
- عطّار کی نصیحت اور ابنِ عطّار کا جواب 13
- ملازمت سے فراغت پر دِل جوئی 14

دارالافتاء اہلِ سنّت
- قبر میں عہد نامہ رکھنا کیسا؟ 15

مضامین
- سیّدُ الشُّہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں 18
- آسمانی کتابوں میں نعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 19
- مشکل حالات کا مقابلہ کیسے کریں؟ 21
- اختلافِ رائے 23
- دنیا چاند پر پہنچ گئی اور مولانا حضرات؟ 25
- "خَاتَمُ النَّبِیّٖن" کا معنیٰ تفاسیر کی روشنی میں 27
- تعظیمِ سادات ضروری ہے 29
- اشعار کی تشریح 31

تاجروں کے لئے
- تاجر صحابۂ کرام (قسط:04) 32
- احکامِ تجارت 33

بزرگانِ دین کی سیرت
- فاروقِ اعظم اور نماز کی محبّت 35
- اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے 37

متفرق
- تعزیت و عیادت 39
- سفرنامہ (یادگار جلوسِ میلاد) 41

صحت و تندرستی
- ذہنی دباؤ 43

قارئین کے صفحات
- آپ کے تأثرات 45
- نئے لکھاری 46

بچّوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"
- جنّتی جوانوں کے سردار / دانتوں سے ناخن کاٹنا 49
- آئس کریم اور انگلش کی کاپی 50
- بادشاہ کا جاسُوس 51
- ایک دن کا وعدہ 53
- میں بڑا ہو کر کیا بنوں گا؟ 54
- مدرسۃ المدینہ / مدنی ستارے 55
- نماز کی حاضری 56

اسلامی بہنوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"
- دیکھ حُسین نے دین کی خاطر سارا گھر قربان کیا 58
- مرد آگے کیوں؟ 59
- حضرت سیّدتُنا اُمِّ شریک اسدیہ رضی اللہ عنہا 61
- اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل 62
- کھیڑا 63

اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے
- دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں 64

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

ہدیہ فی شمارہ: سادہ:40 رنگین: 65
سالانہ ہدیہ مع ترسیلی اخراجات: سادہ:800 رنگین:1100

ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)
12 شمارے رنگین:785 12 شمارے سادہ:480
نوٹ: ممبر شپ کارڈ کے ذریعے پورے پاکستان سے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے 12 شمارے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے
Call: +9221111252692 Ext:9229-9231
Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی
فون: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2660
Web: www.dawateislami.net
Email: mahnama@dawateislami.net
Whatsapp:+923012619734
پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

شرعی تفتیش: مولانا محمد جمیل عطاری مدنی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی)
https://www.dawateislami.net/magazine
☆ ماہنامہ فیضانِ مدینہ اس لنک پر موجود ہے۔
گرافکس ڈیزائننگ:
یاور احمد انصاری / شاہد علی حسن عطّاری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے:
جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (معجم اوسط، 5/252، حدیث:2735)

نعت

خدا نے جس کے سَر پَر تاج رکھا اپنی رحمت کا
دُرُود اس پر ہو وہ حاکم بنا مُلکِ رِسالت کا

وہ ماحی کفر و ظُلمت شرک و بدعات و ضَلالت کا
وہ حافظ اپنی مِلّت کا وہ ناصِر اپنی اُمّت کا

اَثر کیا ہوسکے گا مہرِ محشر کی حَرارَت کا
ہمارے سَر پہ ہوگا شامیانہ اُن کی رحمت کا

ہمیں بھی ساتھ لے لو قافلہ والو ذرا ٹھہرو
بہت مدّت سے اَرماں ہے مدینے کی زیارت کا

مِری آنکھیں مدینے کی زیارت کو تَرَستی ہیں
چمک جائے الٰہی اب تو تارا میری قسمت کا

میں سمجھوں گا ہُوا جنّت میں داخل موت سے پہلے
نظر آئے گا جس دن سبز گنبد اُن کی تُربت کا

دِکھا دے فیضِ استادِ حسن حُضّارِ محفل کو
جمیلؔ قادری پھر ہو بَیاں پُرلُطف مِدحت کا

اَز مدّاحُ الحبیب مولانا جمیل الرحمن قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
قبالۂ بخشش، ص38

منقبت

عابدِ کبریا امام حسین
زاہدِ بےرِیا امام حسین

دین کے پیشوا امام حسین
رہنما مُقْتَدا امام حسین

دھوم عالَم میں ہے شُجاعت کی
کام ایسا کیا امام حسین

راہِ حق میں کٹایا سب کُنبہ
مَرحبا مرحبا امام حسین

تیری تلوار کا جہاں میں ہے
آج تک غُلغُلہ امام حسین

آپ سے رکھتے ہیں اُمیدِ کرم
رنج کے مُبتَلا امام حسین

اس نعیمؔ گناہگار پہ لُطف
اے شہِ اَصفِیاء امام حسین

اَز صدرُ الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ
حیاتِ صدر الافاضل، ص223

الفاظ و معانی: ماحی: مٹانے والا۔ مِہرِ محشر: قِیامت کے دن کا سورج۔ حُضّارِ محفل: محفل میں حاضر ہونے والے۔ عابدِ کبریا: اللہ پاک کی عبادت کرنے والے۔ زاہدِ بے رِیا: اخلاص کے ساتھ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے۔ مُقْتَدا: جس کی پیروی کی جائے۔ عالَم: زمانہ۔ شُجاعت: بہادری۔ کُنبہ: بال بچے۔ غُلغُلہ: شہرت۔ شہِ اَصفِیاء: چُنے ہوئے لوگوں کے سردار۔

جنت کی طرف جلدی کرو

مفتی محمد قاسم عطاری*

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَۙ(۱۳۳) الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَۚ(۱۳۴) وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۫ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ۫ۚ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ(۱۳۵) اُولٰٓىٕكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَؕ(۱۳۶)﴾

ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ وہ جو خوش حالی اور تنگ دستی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ نیک لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔ اور وہ لوگ کہ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب کر لیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور یہ لوگ جان بوجھ کر اپنے برے اعمال پر اصرار نہ کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ (یہ لوگ) ہمیشہ ان (جنتوں) میں رہیں گے اور نیک اعمال کرنے والوں کا کتنا اچھا بدلہ ہے۔ (پ4، آلِ عمران:133-136)

متقیوں کی تعریف: عوام کا حرام اور شبہ والے کام چھوڑ دینا، خواص کا نفس کی خواہشات چھوڑ دینا اور اخص الخواص یعنی بہت ہی خاص ہستیوں کا خدا کے علاوہ سب سے دل پھیر لینا تقویٰ ہے۔ اس تیسری قسم کے متعلق قرآنِ پاک میں ہے: ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًاؕ(۸)﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے بنے رہو۔ (پ29، المزمل:8) یعنی دنیا اور اس کی ہر شے سے قلبی تعلق توڑ کر خدا سے تعلق جوڑ لو کہ امورِ دنیا سے جو تعلق ہو، وہ بھی اللہ کے لئے ہو یا دنیوی تعلق خدا کے تعلق و حکم کے مقابلے میں آئے تو اصلا مغلوب و کالعدم ہو جائے، جیسے حدیث میں فرمایا: مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِیْمَانَ "جو کوئی اللہ کے لئے محبت کرے، اللہ کے لئے عداوت کرے، اللہ کیلئے دے اور اللہ کے لئے روکے اس نے ایمان مکمل کر لیا۔" (ابو داؤد، حدیث:4681)

تقویٰ کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ بندۂ مومن کا کوئی قدم شریعت کے خلاف نہ اٹھے اور خود کو اس طرح خدا کے حوالے کر دے جیسے مردہ غسال (غسل دینے والے) کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ اپنا ارادہ و اختیار چھوڑ دیتا ہے۔

اوپر بیان کردہ آیات میں متقین کے چند اوصاف بیان کئے گئے ہیں: (1) خوش حالی و تنگ دستی میں راہِ خدا میں مال دینے والے (2) غصے پر قابو رکھنے والے (3) لوگوں کی زیادتیاں اور خطائیں معاف کر دینے والے (4) مخلوق سے احسان اور بھلائی کا سلوک اپنانے والے (5) گناہ کے قریب چلے جائیں یا گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو خدا کو یاد کر کے توبہ و استغفار میں لگ جانے والے۔

* دار الافتاء اہلِ سنّت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

آیت میں فرمایا کہ ﴿وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو۔(پ4، آلِ عمران:133) **یعنی ان اعمال کی طرف جلدی کرو جو جنت میں لے جانے والے ہیں۔** گویا فرمایا کہ اے لوگو! نماز، روزہ، تلاوت، ذِکرُ الله، غریبوں کی مدد، لوگوں سے حسنِ سلوک، اچھے اخلاق، ماں باپ کی خدمت، بچوں کی اچھی تربیت، اہلِ خانہ کے حقوق کی ادائیگی اور مخلوق کی خیر خواہی کر کے نیز بد نگاہی، جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، دل آزاری اور بے حیائی کے کاموں سے خود کو بچا کر جنت کی طرف جلدی کرو۔

جنت کی وسعت: جنت کی وسعت اس طرح بیان فرمائی کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ لوگ جو سب سے وسیع چیز دیکھتے ہیں وہ آسمان و زمین ہی ہے، اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کو ترتیب سے ایک لائن میں رکھ کر جوڑ دیا جائے تو جو وسعت بنے گی اُس سے جنت کی چوڑائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے۔

متقین کے اوصاف کی تفصیل یوں بیان فرمائی: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ(۱۳۴)﴾ ترجمہ: وہ جو خوش حالی اور تنگ دستی میں الله کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور الله نیک لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔(پ4، آلِ عمران:134)

اس آیت میں پرہیز گاروں کی چار خوبیاں بیان ہوئی ہیں:

1 خوشحالی اور تنگدستی میں دونوں حال میں الله تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا 2 غصہ پی جانا 3 لوگوں کو معاف کر دینا 4 احسان کرنا۔

پہلی خوبی کہ خوشحالی میں خرچ کرتے ہیں جیسے غزوۂ تبوک میں حضرت عبدالله بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ جب رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو صدقہ کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ عَنْہُ چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا: یا رسولَ الله! میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا چار ہزار تو یہ راہِ خدا میں حاضر ہے اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لئے روک لئے ہیں۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو تم نے دیا الله تعالیٰ اس میں برکت فرمائے اور جو روک لیا اس میں بھی برکت فرمائے **اور پرہیز گار تنگ دستی میں بھی راہِ خدا میں مال دینے سے رُکتے نہیں جیسے** حضرت ابوعقیل انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ چار کلو کے قریب کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میں نے آج رات پانی کھینچنے کی مزدوری کی، اس کی اجرت دو صاع کھجوریں ملیں، ایک صاع تو میں گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا اور ایک صاع راہِ خدا میں حاضر ہے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ صدقہ قبول فرمایا اور اس کی قدر کی۔(خازن،2/388)

دوسری خوبی ﴿وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ﴾ غصہ پینے والے: ہماری عمومی حالت یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی بات پر جگہ جگہ ہمیں غصہ آتا ہے، بیوی، بچوں، پڑوسیوں، راہ گیروں پر غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے مواقع پر غصہ پی جانا متقیوں کی اچھی عادت و خصلت ہے۔ برداشت، ضبط اور غصہ پر قابو پانا کثیر فضائل کے حصول کا ذریعہ ہے: رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔(بخاری، حدیث:6114) ایک جگہ فرمایا: جو اپنا غصہ روکے گا، قیامت کے دن الله تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا۔(شعب الایمان، حدیث:7958)

یاد رکھیں کہ غصہ کی عادت پر قابو پانے کے دنیوی و اُخروی دونوں طرح کے فوائد ہیں۔

تیسری خوبی ﴿وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ لوگوں سے درگزر کرنے والے: کسی کی زیادتی اور غلطی معاف کرنا بڑا عظیم عمل ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اس کے لئے (جنت میں) محل بنایا جائے اور اس کے درجات بلند کئے جائیں تو اسے چاہئے کہ جو اِس پر ظلم کرے یہ اُسے معاف کر دے۔(مستدرک، حدیث:3161)

چوتھی خوبی احسان کرنا، فرمایا: ﴿ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾: احسان کرنا خُلقِ حسن، سنتِ نبوی اور طریقۂ صالحین ہے۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ چل رہا تھا اور آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے کنارے موٹے اور کھردرے تھے، اچانک ایک دیہاتی نے آپ کی چادر مبارک کو پکڑ کر اتنے زبردست جھٹکے سے کھینچا کہ آپ کی مبارک گردن پر خراش آگئی۔ وہ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ کا جو مال آپ کے پاس ہے آپ حکم فرمایئے کہ اس میں سے کچھ مجھے مل جائے۔ حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرا دیئے پھر اسے کچھ مال عطا فرمانے کا حکم دیا۔ (بخاری، حدیث: 3149)

پانچویں خوبی اس سے اگلی آیت میں بیان کی گئی کہ گناہ ہو جائے تو خدا کو یاد کر کے باز آجاتے ہیں جیسے سلف صالحین اور سابقہ امتوں کے نیک لوگوں کے واقعات مروی ہیں کہ گناہ کے قریب گئے لیکن پھر یادِ الٰہی اور عظمتِ خداوندی کا دل پر ایسا غلبہ ہوا کہ فوراً گناہ ترک کر دیا بلکہ پروردگارِ عالم کی کبریائی اور جلال کا تصور کر کے کئی حضرات کے دل پھٹ گئے اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

ان متقیوں کا شان دار صلہ اور عظیم انعام اللہ کریم نے یہ بیان فرمایا: ﴿ اُولٰٓىٕكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ-وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴾ ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ (یہ لوگ) ہمیشہ ان (جنتوں) میں رہیں گے اور نیک اعمال کرنے والوں کا کتنا اچھا بدلہ ہے۔ (پ4، آلِ عمران: 136)

اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کے صدقے ہمیں بھی تقویٰ کی دولت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے رمضانُ المبارک اور شوّالُ المکرّم 1441ھ میں درج ذیل مَدَنی رسائل پڑھنے / سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازا: 1 یاربَّ المصطفٰے! جو کوئی رسالہ **"ریاکاری کی علامات"** کے 35 صفحات پڑھ یا سُن لے اُسے ریاکاری کی آفات سے محفوظ فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم۔ **کارکردگی:** تقریباً 6 لاکھ 96 ہزار 384 اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں نے اس رسالے کا مطالعہ کیا (اسلامی بھائی: 2 لاکھ 68 ہزار 860 / اسلامی بہنیں: 4 لاکھ 27 ہزار 524) 2 یااللہ! جس نے رسالہ **"فطرے کے ضروری مسائل"** کے 29 صفحات پڑھ یا سُن لئے اُس کی رمضانُ المبارک کی عبادات قبول فرما اور اُس کو غمِ رَمَضان سے نواز۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم۔ **کارکردگی:** تقریباً 7 لاکھ 35 ہزار 203 اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں نے اس رسالے کا مطالعہ کیا (اسلامی بھائی: 3 لاکھ 29 ہزار 794 / اسلامی بہنیں: 4 لاکھ 5 ہزار 409) 3 یااللہ! جو کوئی رسالہ **"گناہوں سے پاک صاف"** کے 14 صفحات پڑھ یا سُن لے اُس کو گناہوں سے پاک صاف کر کے بے حساب جنّتُ الفِردَوس میں داخلہ عطا فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم۔ **کارکردگی:** تقریباً 8 لاکھ 17 ہزار 130 اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں نے اس رسالے کا مطالعہ کیا (اسلامی بھائی: 3 لاکھ 72 ہزار 581 / اسلامی بہنیں: 4 لاکھ 44 ہزار 549) 4 یاالٰہی! جو کوئی رسالہ **"اہم سُوالات و جوابات"** کے 28 صفحات پڑھ یا سُن لے اُس کے ایمان کی حفاظت فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم۔ **کارکردگی:** تقریباً 8 لاکھ 38 ہزار 464 اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں نے اس رسالے کا مطالعہ کیا (اسلامی بھائی: 3 لاکھ 48 ہزار 639 / اسلامی بہنیں: 4 لاکھ 89 ہزار 825)۔

ابو النّور راشد علی عطّاری مدنی*

پیارے آقا، محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ العِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا“ یعنی اللہ پاک علم کو بندوں (کے سینوں) سے کھینچ کر نہ اٹھائے گا بلکہ علما کی وفات سے علم اٹھائے گا، حتّٰی کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، جن سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے، تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے۔[1]

شرحِ حدیث: اس حدیثِ پاک سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب دنیا سے علم اُٹھالیا جائے گا اور اس کا اُٹھایا جانا ایسے نہ ہوگا کہ علم بُھول جائے گا یا سینوں سے کھینچ لیا جائے گا بلکہ علم کا اُٹھایا جانا علمائے کرام کے دنیا سے انتقال کرجانے سے ہوگا۔ شارحِ بخاری حضرت علامہ ابوالحسن علی بن خلف المشہور ابنِ بَطّال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کریم کی یہ شان نہیں ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر علم کا فضل و کرم فرمائے اور پھر اس سے وہ علم واپس لے لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس بات سے پاک ہے کہ جو علم اللہ کریم کی معرفت کروائے اور ذاتِ الٰہی و رُسُل پر ایمان لانے کا سبب بنے وہی علم کسی کو عطا فرما کر واپس لے لے، بلکہ علم کا یہ اُٹھایا جانا یوں ہوگا کہ لوگ علم حاصل کرنے کی بجائے وقت ضائع کریں گے، زندہ رہنے والوں میں ایسے افراد نہ ملیں گے جو وفات یافتہ اہلِ علم کے جانشین بن سکیں۔[2]

امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علّامہ مولانا وصی احمد محدّثِ سُورتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تذکرے پر فرمایا: قیامت قریب ہے، اچھے لوگ اُٹھتے جاتے ہیں، جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا، امام بخاری نے انتقال فرمایا تو نوّے ہزار شاگرد محدّث چھوڑے، سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا اور ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے، محدّث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل! اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی (نائب) نہیں چھوڑتے۔[3]

حضرت سیّدنا بدرُ الدّین عینی شارحِ بخاری (وفات:855ھ) رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ پاک کے حصہ ”اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا ۔۔ الخ“ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما بنالیں گے جو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے فیصلے کریں گے اور اپنی جہالت کے مطابق فتوے دیں گے۔ یہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ قاضی عِیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس فرمان کا مِصداق ہم نے اپنے زمانے میں پایا ہے، شیخ قطبُ الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قاضی عِیاض اپنے زمانے میں علما کی کثرت کے باوجود ایسا فرمارہے ہیں تو ہمارے زمانے کا کیا حال ہوگا؟ علّامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب شیخ قطبُ الدین کہ جن کے وقت میں فُقَہا اور علما کی ایک بڑی تعداد مَذاہبِ اَرْبَعَہ کی جاننے والی اور محدّثین کی کثیر تعداد تھی ان کا یہ کہنا ہے تو ہمارے وقت کا کیا حال ہوگا؟[4]

پیارے اسلامی بھائیو! جب آج سے 800 سال پہلے یہ حالت تھی تو اب ہمارے دور میں کیا کیفیت ہوگی؟ اَلْاَمَان وَالْحَفِیظ، یہ وہ دور ہے کہ بہت احتیاط اور حاضر دماغی کے ساتھ اپنے ایمان و عمل

*ناظم ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

کی حفاظت کرنی ہوگی۔

علما کی وفات ناقابلِ تلافی نقصان

علما کا وفات پا جانا ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے 6 روایات ملاحظہ کیجئے: (1) امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کریم کے مقرر کردہ حلال اور حرام کی سمجھ رکھنے والے ایک عالم کی موت کے آگے ہزار عبادت گزاروں کی موت بھی کم ہے جو دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے ہوں[5] (2) شیرِ خدا حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم سے منقول ہے: جب عالم وفات پاتا ہے تو 77 ہزار مقربین فرشتے رخصت کرنے کے لئے اس کے ساتھ جاتے ہیں اور عالم کی موت اسلام میں ایسا رَخْنَہ ہے جسے قیامت تک بند نہیں کیا جاسکتا[6] (3) حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال پر فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ آج علم کے دس میں سے نو حصّے چلے گئے[7] (4) حضرت سیّدنا سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ علما کا دنیا سے جانا لوگوں کی ہلاکت کی علامت ہے[8] (5) حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عالم کی موت دینِ اسلام میں ایک ایسا شگاف ہے کہ جب تک رات اور دن بدلتے رہیں گے کوئی چیز اس شِگاف کو نہیں بھر سکتی[9] (6) حضرت سیّدنا سفیان بن عُیَیْنَہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لاعلموں کے لئے بھلا اہلِ علم کی وفات سے زیادہ سخت مصیبت اور کیا ہوسکتی ہے۔[10]

علمائے کرام کی مثال: حضرت سیّدنا امام ابو بکر آجُرِّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے اس راستے کے بارے میں جس میں بہت مشکلات و آفات ہوں اور سخت اندھیری رات میں لوگ اس پر چلنے کے محتاج بھی ہوں، اگر اس راہ میں کوئی روشنی نہیں ہوتی تو لوگ پریشان ہی رہیں گے، تو اللہ نے ان کے لئے اس راہ میں ایسے چراغ لگادیئے جن سے انہیں روشنی ملی اور لوگ سلامتی و عافیت کے ساتھ اس راہ پر چل پڑے، پھر ان کے بعد کے لوگ آئے، انہیں بھی اسی راہ پر چلنے کی ضرورت ہوئی تو اچانک چراغ بُجھ گئے، اور وہ اندھیرے میں ہی رہ گئے۔ علما کی عام لوگوں میں یہی شان ہے، لوگوں کی اکثریت یہ نہیں جانتی کہ فرائض کیسے ادا کرنے ہیں؟ حرام کاموں سے کیسے بچنا ہے؟ اللہ کریم کی عبادت کیسے کرنی ہے؟ ان سب باتوں کا علم علمائے کرام کے وجود سے ہی ہے، تو جب علما نہ رہیں گے تو لوگ حیران و پریشان رہ جائیں گے اور ان کے وصال سے علم ختم ہوجائے گا اور جہالت عام ہوجائے گی۔[11]

پیارے اسلامی بھائیو! علما کا وصال فرما جانا ہمارے لئے لمحۂ فِکریہ ہے، اس لئے اَشد ضرورت ہے کہ ہم علمائے کرام کی قدر و توقیر اور علمِ دین کے حصول کی جانب متوجہ ہوں، اپنے بچوں کو حافظِ قراٰن اور عالمِ دین بنائیں۔[12]

علما ہی کے دَم سے علم کا وجود ہے جب اللہ پاک اس دنیا سے علما کو اُٹھالے گا تو ان کی جگہ جاہل بیٹھ جائیں گے اور دین کے حوالے سے ایسی باتیں کریں گے کہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ انٹرنیٹ پر اپنی مرضی کی دینی تشریحات اور عقائدِ اہلِ سنّت کے مخالفین کی موجودگی ہمارے دور میں عام ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے علاقے اور شہر کے عاشقانِ رسول علمائے کرام کا دامن تھام لے اور ہر طرح کے معاملے میں صرف مفتیانِ اہلِ سنّت سے شرعی راہنمائی لے۔

نیز نوجوان علما کی زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی حفاظت، نئی نسل کی اخلاقی و علمی تربیت کے لئے تقریر و بیان، تدریس اور تحریر جیسے اہم ترین محاذوں پر اپنے اَکابِر کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

---

(1) بخاری، 1/54، حدیث:100 (2) شرح البخاری لابن بطال، 1/177 (3) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص238 (4) عمدۃ القاری، 2/116، تحت الحدیث:80 (5) جامع بیان العلم و فضلہ، ص42، رقم:115 (6) الفقیہ والمتفقہ، 2/198، رقم:856 (7) معجم کبیر، 9/163، رقم:8809 (8) سنن دارمی، 1/90، حدیث:241 (9) جامع بیان العلم وفضلہ، ص213، رقم:654 (10) شرح السنۃ للبغوی، 1/249 (11) اخلاق العلماء للآجری، ص30 (12) اپنے بچوں کو حافظِ قراٰن بنانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدارسُ المدینہ اور عالمِ دین بنانے کے لئے جامعاتُ المدینہ میں داخلہ دلوایئے۔

محمد عدنان چشتی عطاری مدنی*

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے سب سے اہم اور پہلا نظریہ ”عقیدۂ توحید“ ہے۔ توحید تمام عقائد کی اِبتدا اور جڑ ہے جس طرح درخت کا وُجود شاخ سے نہیں بلکہ جڑ کی وجہ سے باقی رہتا ہے اسی طرح عقیدۂ توحید پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ ایک سے زیادہ خدا ہونے کے قائل ہیں اللہ پاک نے اُن کے کُفر کا صاف اعلان فرمایا ہے چنانچہ ارشادِ باری ہے: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۷۳)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر مریں گے ان کو ضرور دردناک عذاب پہونچے گا۔(1)

عقیدۂ توحید انسان کے تمام تر اعمالِ صالحہ اور اَخلاقِ حَسَنہ کی قبولیت کا پہلا ذریعہ ہے۔ قراٰنِ پاک میں عقیدۂ توحید کا انکار کرنے والوں کے اعمال کو اُس راکھ کی طرح بتایا گیا ہے کہ جسے ہوا کے جھونکے اُڑا اُڑا کر بے نام و نشان کردیں چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ(۱۸)﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اپنے رب کا انکار کرنے والوں کے اعمال راکھ کی طرح ہوں گے جس پر آندھی کے دن میں تیز طوفان آجائے تو وہ اپنی کمائیوں میں سے کسی شے پر بھی قادر نہ رہے۔ یہی دور کی گمراہی ہے۔(2)

عقیدۂ توحید کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ تمام آسمانی اَدْیان (یعنی مذاہب) کی بنیاد اسی عقیدۂ توحید پر ہے۔ تمام رُسُل و انبیائے کرام علیہمُ السَّلام کی بِعثت (تشریف آوری) اسی نظریۂ توحید کی تبلیغ کے لئے ہوئی تھی جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ(۲۵)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھی کو پوجو۔(3)

توحید کیا ہے؟ توحید کا معنیٰ ہے: اللہ کریم کی ذاتِ پاک کو اس کی ذات اور صِفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ نہ مانیں اگر کوئی اللہ پاک کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تصوُّر کرتا ہے تو وہ ذات میں شرک کرتا ہے۔ عِلْم، سَمع، بَصر وغیرہ اللہ پاک کی صِفات ہیں ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے والا مشرک ہے۔(4)

حضرت علّامہ ابراہیم بن محمد باجوری فرماتے ہیں: اللہ پاک

*رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ کراچی

اپنی ذات اور صِفات میں تنہا واحد ہے یعنی ذات و صِفات میں اُس کی کوئی نظیر نہیں۔ ذات کے واحد ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ اَجزا سے مل کر بنے ہونے سے پاک ہے۔ صِفات میں تنہا ہونے سے یہ مراد ہے کہ جنسِ صفت (جیسے علم یا قدرت) میں کثرت سے پاک ہے جیسے دو یا اس سے زیادہ قدرتیں، دو یا اس سے زیادہ علم۔ اسی طرح اَفعال میں یکتا ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ اللہ پاک کے افعال میں نہ تو کوئی دوسرا شریک ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مددگار۔[5]

توحید اور شرک میں فرق: کسی ذہن میں یہ سُوال پیدا ہوسکتا ہے کہ "علم" اللہ پاک کی صفت ہے۔ اگر کوئی کسی دوسرے کے لئے علم ثابت کرے تو کیا یہ شرک ہوگا؟ سمیع و بَصیر اللہ پاک کی صفات ہیں اگر کسی دوسرے کے لئے سننے اور دیکھنے کی صفات تسلیم کی جائیں تو کیا یہ بھی شرک ہوگا؟ اسی طرح اللہ پاک کے لئے صفتِ حیات ثابت ہے۔ اگر کسی دوسرے کو حیات (یعنی زندہ) کہا جائے تو کیا کہنے والا مشرک ہوجائے گا؟ **جواب:** اللہ پاک کی حیات پر تو سب کا ایمان ہے اور وہ تمام جنہیں اللہ پاک نے صفتِ حیات عطا فرمائی ہے اِس صفت کے حامل ہیں پس ہم نے اپنے لئے بھی حیات کی صفت کو جانا اور اللہ پاک کے لئے بھی صفتِ حیات کو مانا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حیات ہم اللہ پاک کے لئے مانتے ہیں وہ حیات نہ ہم اپنے لئے مانتے ہیں نہ کسی اور کے لئے۔ کیونکہ اللہ پاک ہمیں زندگی دینے والا ہے اللہ پاک کو کوئی حیات دینے والا نہیں۔ ہماری حیات عارضی ہے اس کی دی ہوئی ہے، اللہ پاک کی حیات عارضی نہیں، عطائی اور محدود بھی نہیں، اللہ پاک کی حیات باقی ہے اور ہماری مَحدود اور فانی ہے، تو شرک ختم ہوگیا۔ یہی تصورات تمام مسائل میں پیش کرتے چلے جائیے بات واضح ہوجاتی ہے۔

ایک خدا بس تنہا ہے: جب ایک شہر میں دو بادشاہ نہیں ہوسکتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر اپنی بَرتری اور اپنا غلبہ پسند کرتا ہے کیونکہ متقابل بادشاہ اور حاکم ایسا ہی چاہتے ہیں تو یہ عالَم (Universe) جو ایک شہر کی مانند ہے کیسے دو خداؤں کے تحت ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں کہ اس عالَم کے لئے دو معبود ہوں، تمام عالمین کا ایک ہی معبود ہے اور وہ اللہ پاک کی ذات ہے۔ اس کی جانب قراٰنِ پاک میں یوں اشارہ فرمایا گیا: ﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَۙ(۹۱)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تَعَلِّی (بڑائی) چاہتا پاکی ہے اللہ کو اُن باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔[6] ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا: ﴿وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ فَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ(۵۱)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو۔[7]

(شرک کے بارے میں تفصیلی معلومات اگلے ماہ کے شمارے میں پڑھئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ!)

(1) پ6، المآئدۃ:73 (2) پ13، ابراہیم:18 (3) پ17، الانبیآء:25 (4) مقالاتِ کاظمی، 3/19 ملخصاً (5) تحفۃ المرید، ص151 ملخصاً (6) پ18، المؤمنون:91 (7) پ14، النحل:51۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 قبروں پر لگی تختیاں پڑھنے کا نقصان

سوال: کیا قبروں پر لگی تختیاں پڑھنے سے حافِظہ کمزور ہوجاتا ہے؟

جواب: جی ہاں! قبروں پر لگے کتبے یعنی تختیاں پڑھنے سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔

(تعلیم المتعلم، ص121، مدنی مذاکرہ، 10ربیع الاول 1441ھ)

2 شوہر کا نام لے کر پکارنا کیسا؟

سوال: کیا بیوی شوہر کا نام لے کر اس کو پکار سکتی ہے؟

جواب: اچھا نہیں ہے، بہارِ شریعت میں اسے مکروہ لکھا ہے۔

(بہارِ شریعت، 3 / 657، 658، مدنی مذاکرہ، 19ربیع الاول 1441ھ)

3 عَلوی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سوال: کیا علوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: نہیں دے سکتے کیونکہ وہ ہاشمی ہیں اور ہاشمی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہاشمی خاندان سے ہیں اور ان کی ساری اولاد ہاشمی ہے۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جو اولاد حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کے شہزادوں سے ہے، انہیں **سیّد** کہا جاتا ہے جیسے امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد جبکہ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی نکاح فرمائے تو ان سے جو اولاد ہوئی ان کو **علوی** کہا جاتا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 26ربیع الاوّل 1441ھ)

4 نومولود بچّے کو کان میں ریکارڈ شُدہ اَذان سنوانا کیسا؟

سوال: میرے یہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تو ہم نے اس کو ریکارڈ شُدہ اَذان سنائی تھی، آیا یہ کافی ہے یا کسی سے اذان دلوانی ہوگی؟

جواب: بچّے کے کان میں اذان دینا مستحب ہے، ریکارڈ شدہ اذان سے گزارا نہیں ہوگا، کان میں براہِ راست (Live) اذان دینی ہوگی۔ اگر اس وقت اذان نہیں دی تو اب دے دیجئے، اگر کسی نے بالکل ہی اذان نہیں دی تب بھی وہ گناہ گار نہیں ہے، البتہ پیدائش کے بعد جتنی جلدی ہوسکے بچّے کے کان میں اذان دے دی جائے تاکہ سب سے پہلے اس کے کان میں اللہ کریم کے پاک نام کی آواز جائے۔ (مدنی مذاکرہ، 26ربیع الاوّل 1441ھ)

5 نِکاح خواں کا اُجرت لینا

سوال: نِکاح پڑھانے پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

(فتاویٰ امجدیہ، جز3، 2/279 ماخوذاً، مدنی مذاکرہ، 10 ربیع الاول 1441ھ)

6 دانت میں Filling کروانا کیسا؟

سوال: اگر کسی کے دانت میں سوراخ ہو تو کیا وہ اسے بھروا سکتا ہے اور کیا اس سے کُلّی ہو جائے گی؟

جواب: جی ہاں! Filling کرواسکتے ہیں اور اس صورت میں کلی کرنے سے وُضو کی سنّت اور غسل کا فرض بھی ادا ہو جائے گا۔ (مدنی مذاکرہ، 19 ربیع الاول 1441ھ)

7 نمازی کے آگے سے گزرنا

سوال: نمازی کے آگے سے گزرنا کیسا ہے؟

جواب: گناہ ہے، حدیثوں میں اس پر وعیدیں آئی ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس میں کیا ہے (یعنی کیا عذاب ہے) تو 100 سال کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر سمجھتا۔ (ابن ماجہ، 1/506، حدیث: 946 ماخوذاً) ایک روایت میں ہے کہ زمین کے اندر دھنس جانے کو نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر جانتا۔ (موطا امام مالک، 1/154، حدیث: 371) بہر حال نمازی کے آگے سے نہیں گزرنا چاہئے، اگر کوئی گزرا ہے تو توبہ کرلے کہ اللہ پاک توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 8 ربیع الاوّل 1441ھ)

8 سونے چاندی کا نَقْش نَعْل پاک بنوانا کیسا؟

سوال: کیا چاندی کا نقش نعل پاک ساڑھے چار ماشے سے زیادہ کا بنوا سکتے ہیں؟

جواب: مرد حضرات سونے چاندی کا نَقْش نَعْل پاک بنوا کر سینے یا عمامہ وغیرہ پر نہیں لگا سکتے، اپنے گھر یا مکان وغیرہ میں تعظیماً احتراماً رکھ سکتے ہیں، اس میں وَزْن کی کوئی قید نہیں ہے۔ بعض لوگ ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی نقش نعل پاک کی ایک نگینے والی چاندی کی انگوٹھی بنوا لیتے ہیں، اسی طرح بعض نقش نعل پاک کے چشموں کے فریم بنوا لیتے ہیں پھر انہیں نقش نعل پاک واش روم میں لے جانے کے مسائل درپیش آتے ہیں، اس سے بچنا چاہئے۔ (مدنی مذاکرہ، 10 ربیع الاول 1441ھ)

9 چوری کسے کہتے ہیں؟

سوال: کیا کسی کی چیز بغیر اجازت استعمال کرنا چوری ہے؟

جواب: جی نہیں، چوری کی تعریف یہ ہے کہ کسی نے اپنا مال حفاظت سے رکھا اور اس کو کسی نے چُھپ کر ناحق لے لیا۔ (بہارِ شریعت، 2/411، 414 ملخصاً) کسی کی چیز بغیر اجازت استعمال کرنے کی جائز صورت بھی ہے جیسے آپس میں اچھے تعلقات و بے تکلفی ہے کہ ایک دوسرے کی چیز استعمال کر لیتے ہیں یا کھا لیتے ہیں اور بُرا بھی نہیں لگتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ کسی کو ناگوار گزرتا ہو تو پھر اس کی چیز بغیر اجازت استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 30 ربیع الاوّل 1441ھ)

عطّار کی نصیحت اور ابنِ عطّار کا جواب

(ضروری ترمیم کی گئی ہے)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے بیٹے اور جانشین کو سالگرہ کی مبارک باد دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حاجی عبید رضا ابنِ عطار کی خدمت میں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مَا شَآءَ اللہ! آپ کو چالیسویں سالگرہ مبارک ہو۔ 17 شوّالُ المکرم 1400 سنِ ہجری میں ولادت ہوئی۔ بیٹا! اب یوں سمجھو کہ آپ کی زندگی کے 40 سال کم ہو گئے، آگے پتا نہیں کہ کتنی زندگی باقی ہے اس بات کا نہ آپ کو پتا، نہ مجھے پتا۔ اللہ پاک آپ کے تمام پچھلے گناہ معاف فرمائے، آپ کے صدقے مجھے بھی معاف فرمائے، میری، آپ کی، ہماری آل اولاد کی اور ہر دعوتِ اسلامی والے اور والی کی بے حساب مغفرت کرے، ساری اُمّت کی بخشش فرمائے۔ بیٹا! اللہ سے ڈرتے رہنا، کبھی بھی تکبر مت کرنا کسی کو خود سے گھٹیا مت سمجھنا کہ ہماری شہرت! ہماری عزت! اپنایہ! اپناوہ! اگر رب ناراض ہوا تو یہ کچھ بھی کام نہیں آئے گا، رب راضی ہوا تو اس کی رضا ہی کافی ہے، کسی شہرت کی حاجت نہیں اور شہرت ہر ایک کے کام آئے یہ ضروری بھی نہیں، شہرت میں تو بیٹے! کافی امتحان ہوتا ہے، بندہ پُھولتا ہے، پھر مَعَاذَ اللہ رب کو بُھولتا ہے اور پھر کام خراب ہو جاتا ہے۔ میں آپ کو اور کوئی تحفہ تو نہیں دے پایا، مکتبۃُ المدینہ کے رِسالے "بیٹے کو نصیحت" صفحہ 9 سے حدیثِ پاک تحفۃً پیش کرتا ہوں: حُضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی اُمّت کو جو نصیحتیں ارشاد فرمائیں ان میں سے ایک مہکتا مدنی پھول یہ ہے: بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ پاک نے اس سے اپنی نظرِ عنایت پھیر لی ہے اور جس مقصد کے لئے بندے کو پیدا کیا گیا ہے اگر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے علاوہ گزر گیا تو وہ اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی حسرت طویل ہو جائے اور جس کی عمر 40 سال سے زیادہ ہو جائے اور اِس کے باوجود اُس کی بُرائیوں پر اُس کی اچّھائیاں غالب نہ ہوں تو اسے جہنّم کی آگ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

(اَلْاَمَان وَالْحَفِیظ)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت بیان کرنے کے بعد نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سمجھ دار اور عقل مند کے لئے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔ (بیٹے کو نصیحت، ص9، 10)

آپ کے لئے بھی یہ نصیحت کافی ہے اور آپ کے باپ کے لئے بھی کافی ہے کہ آپ کا باپ تو 40 سال کبھی کے گزار چکا۔ آہ! اللہ کریم پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے ہم باپ بیٹوں پر اپنی خصوصی رحمت نازِل فرمائے، ہم سب کو بے حساب مغفرت سے مشرف فرمائے اور ہر دعوتِ اسلامی

والے اور والی کی خصوصی طور پر بے حساب مغفرت فرمائے، اللہ کریم ساری اُمّت کو بخش دے، مجھے بے حساب مغفرت کی دعا سے نوازنا نہ بھولا کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی نے جوابی پیغام میں شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

عُبید رضا بن عطار کی جانب سے میٹھے میٹھے مُشفِق والدِ محترم امیرِ اہلِ سنّت کی خدمت میں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا بہت بہت شکریہ، آپ نے مجھے اپنی دعاؤں سے نوازا، آپ نے مجھے تحفۃً مدنی پھول دیئے اور اَیُّھَا الْوَلَد سے ایک روایت بھی بیان فرمائی، اللہ پاک میرے حق میں یہ دعائیں قبول فرمائے، مجھے آپ کی امیدوں پر پورا اُتارے، جو آپ نے نصیحتیں مجھے فرمائیں اللہ پاک مجھے اُن کا عامل بنائے، دعائے مغفرت کی التجا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو درازیِ عمر بالخیر عطا فرمائے، آپ کا سایہ تادیر میرے سَر پر قائم رکھے اور آپ سے خوب دین کا کام لے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

(یہ مکتوب شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی طرف سے نظرِ ثانی اور قدرے تغیُّر کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ملازمت سے فارغ کر دیئے جانے پر ایک اسلامی بھائی کی مکتوب کے ذریعے دِل جُوئی فرمائی:

مجھ سا کوئی غم زدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غم گسار آقا

"صبر اوّل صدمے پر ہوتا ہے، بعد میں تو صبر آہی جاتا ہے۔" اللہ پاک آپ پر رَحم فرمائے، آپ کا امتحان ہے، صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ ایسے مواقع پر "زبان کھولنا" اپنے لئے بابِ ہلاکت وَا کرنے (یعنی کھولنے) کے مُترادِف ہوتا ہے اور گناہوں سے بچنا قریب قریب ناممکن۔ (اگر آپ کے اِجارے کا وقت ہی پورا ہو گیا تھا اور نیا اِجارہ نہ کیا گیا تب تو کسی پر الزام ہی نہیں)

ہے صبر تو خزانۂ فِردوس بھائیو!
عاشق کے لب پہ شکوہ کبھی بھی نہ آسکے

میرے لئے بے حساب مغفِرت کی دُعا کرتے رہئے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں خود کو مصروف رکھئے۔ خوفِ آخرت کا تقاضا یہ ہے کہ ملازمت سے فراغت کے موقع پر عبرت حاصل کرتے ہوئے دنیا سے رُخصت کو یاد کرے۔

آہ! بے باکیاں کہیں قِیامت میں پھنسا کر نہ رکھ دیں۔

گزر جائیں گے ہنستے کھیلتے سارے مراحِل سے
لگا دیں گے وہ پار اپنا سفینہ آکے ساحل سے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

دَارُالْاِفْتَاء اَهْلِسُنَّت

قبر میں عہد نامہ رکھنا کیسا؟

مفتی فضیل رضا عطّاری*

دار الافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے ایک منتخب فتویٰ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل کے بارے میں کہ (1) قبر میں عہد نامہ یا شجرہ وغیرہ رکھنا کیسا ہے؟ (2) اگر جائز ہے تو انہیں قبر میں کس جگہ رکھا جائے؟

سائل: حاجی محمد اقبال (مسلم آباد، کراچی)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) عہد نامہ اگر میت کی پیشانی یا اس کے عمامہ یا اس کے کفن پر لکھ دیا جائے تو امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میت کی مغفرت فرمادے اور اسے عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے، اسی طرح دیگر متبرک اشیاء کو برکت کی نیت سے قبر یا کفن میں رکھنا جائز ہے بلکہ احادیث، صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے عمل، کُتبِ فقہ اور اقوالِ بزرگانِ دین سے بھی ثابت ہے اور ان متبرک اشیاء کے قبر میں موجود ہونے کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید ہے کہ میت کو نفع پہنچے گا۔

مصنف عبد الرزاق میں ہے: اخبرنا معمر بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل ان فاطمة رضی اللہ عنها لما حضرتها الوفاة امرت علیا فوضع لها غسلا فاغتسلت و تطهرت و دعت بثیاب اکفانها فلبستها و مست من الحنوط ثم امرت علیا ان لا تکشف اذا هی قبضت و ان تدرج کما هی فی اکفانها فقلت له هل علمت احدا فعل نحو ذلك قال نعم کثیر بن عباس و کتب فی اطراف اکفانه یشهد کثیر بن عباس ان لا اله الا اللہ۔

یعنی معمر بن عبد اللہ بن محمد عقیل نے ہمیں خبر دی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال کے قریب امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے اپنے غسل کے لیے پانی رکھوادیا پھر نہائیں اور کفن منگا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی پھر مولیٰ علی کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے اور اسی کفن میں دفن فرمادی جائیں میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا؟ کہا: ہاں کثیر بن عباس نے اور انہوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا کہ کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (مصنف عبد الرزاق، 3/411)

رد المحتار میں علامہ شامی علیہ الرَّحمہ فرماتے ہیں: ”وفی البزازیة قبیل کتاب الجنایات و ذکر الامام الصفار لو کتب علی جبهة المیت او علی عمامته او کفنه عهد نامه یرجی ان یغفر اللہ تعالی للمیت و یجعله آمنا من عذاب القبر۔“

یعنی بزازیہ میں کتاب الجنایات سے تھوڑا پہلے ہے کہ امام صفار علیہ الرَّحمہ نے فرمایا اگر میت کی پیشانی یا اس کے عمامہ یا اس کے کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے تو امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ میت کی مغفرت فرمادے اور اسے عذاب قبر سے محفوظ فرمائے۔ (در مختار مع رد المحتار، 3/185)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرَّحمہ فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: امام ترمذی حکیم الٰہی سیّدی محمد بن علی معاصر امام بخاری رحمہما اللہ نے نوادر الاصول میں روایت کی کہ خود حضور پُرنور سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: من کتب هذا الدعاء و جعله بین صدر المیت و کفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر و لا یری منکرا و نکیراً

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

وھوھذا لاالہ الااللہ واللہ اکبرلاالہ الا اللہ وحدہ، لاشریك لہ لاالہ الااللہ لہ الملك ولہ الحمد لاالہ الااللہ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم جو یہ دُعا کسی پرچہ پر لکھ کر میّت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اُسے عذابِ قبر نہ ہو نہ منکر نکیر نظر آئیں، اور وہ دعا یہ ہے: لاالہ الااللہ واللہ اکبرلاالہ الااللہ وحدہ، لاشریك لہ لاالہ الااللہ لہ الملك ولہ الحمد لاالہ الااللہ ولاحول ولاقوۃ الّاباللہ العلی العظیم۔

مزید فرماتے ہیں: "ترمذی میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دُعا پڑھے: اللھم فاطر السموت والارض عالم الغیب والشھادۃ الرحمٰن الرحیم انی اعھد الیك فی ھذہ الحیاۃ الدنیا بانك انت اللہ الذی لا الہ الا انت وحدك لاشریك لك وان محمداً عبدك ورسولك فلاتکلنی الی نفسی فانك ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتك فاجعل رحمتك لی عھداً عندك تؤدیہ الی یوم القیمۃ انك لاتخلف المیعاد فرشتہ اسے لکھ کر مُہر لگاکر قیامت کے لئے اُٹھا رکھے، جب اللہ تعالیٰ اُس بندے کو قبر سے اُٹھائے، فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں، انہیں وہ عہد نامہ دیا جائے"۔

امام نے اسے روایت کرکے فرمایا: وعن طاؤس انہ امر بھذہ الکلمات فکتبت فی کفنہ امام طاؤس کی وصیّت سے عہد نامہ اُن کے کفن میں لکھا گیا۔ امام فقیہ ابن عجیل نے اسی دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا: اذا کتب ھذا الدعاء وجعل مع المیت فی قبرہ وقاہ اللہ فتنۃ القبر وعذابہ جب یہ دعا لکھ کر میّت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے سوالِ نکیرین وعذابِ قبر سے امان دے۔

(فتاویٰ رضویہ، 9/109، 108)

تبرکات کے بارے میں بخاری شریف کی حدیث پاک میں ہے:

"عن ام عطیۃ الانصاریۃ رضی اللہ عنھا قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفیت ابنتہ فقال اغسلنھا ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلك ان رایتن ذلك بماء وسدر واجعلن فی الآخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فآذننی فلما فرغنا آذناہ فاعطانا حقوہ فقال اشعرنھا ایاہ۔

یعنی حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب ہم حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی صاحب زادی کو غسل دے رہی تھیں تو ہمارے پاس رسول اکرم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں تین بار یا پانچ بار اور اگر مناسب جانو تو اس سے زائد بار بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دو اور آخر میں کافور ڈال دو یا فرمایا کچھ کافور ڈال دو جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے ہمیں اپنا تہبند شریف عطا کیا اور فرمایا کہ اسے ان کے کفن میں رکھ دو۔" (بخاری، 1/168)

اسی حدیث مبارکہ کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے: اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کے بال، ناخن، ان کے استعمالی کپڑے تبرک ہیں جن سے دنیا، قبر و آخرت کی مشکلات حل ہوتی ہیں قرآن شریف میں ہے کہ یوسف علیہ السّلام کی قمیض کی برکت سے یعقوب علیہ السّلام کی آنکھیں روشن ہوگئیں احادیث میں ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو بن عاص ودیگر صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے ناخن، بال و تہبند شریف اپنے ساتھ قبر میں لے جانے کے لیے محفوظ رکھے دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات اور قرآنی آیت یا دعا کسی کپڑے یا کاغذ پر لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں دفن کرنا جائز بلکہ سنت ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/446)

امام ابوعمر یوسف بن عبد البر کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت میں فرمایا: "انی صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخرج لحاجۃ فاتبعتہ باداوۃ فکسانی احد ثوبیہ الذی یلی جسدہ فخبأتہ لھذا الیوم، واخذ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اظفارہ وشعرہ ذات یوم فاخذتہ، فخباتہ لھذا الیوم فاذا انا مت فاجعل ذلك القمیص دون کفنی ممایلی جسدی وخذ ذلك الشعر والاظفار فاجعلہ فی فمی وعلی عینی ومواضع السجود منی۔

یعنی میں صحبتِ حضور سید عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے شرف یاب ہوا ایک دن حضور اقدس صلَّی اللہ وسلامہ علیہ حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے اور میں پانی کا برتن ساتھ لئے پیچھے چل پڑا، حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے جوڑے سے کُرتا کہ بدنِ اقدس سے متصل تھا مجھے انعام فرمایا، وہ کُرتا میں نے آج کے لئے چھپا رکھا تھا۔ اور ایک روز حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ناخن و موئے مبارک تراشے وہ میں نے لے کر اس دن کے لئے اٹھا رکھے، جب میں مرجاؤں تو قمیص سراپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا و موئے مبارک و ناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔" (کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3/399)

ابن السکن نے بطریق صفوان بن ہبیرہ عن ابیہ روایت کی: ”قال قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه هذه شعرة من شعر رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فضعها تحت لسانی، قال فوضعتها تحت لسانه فدفن وهی تحت لسانه ذکرہ فی الاصابة۔
یعنی ثابت بنانی فرماتے ہیں مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ موئے مبارک سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ہے، اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا، ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ میں نے اس موئے مبارک کو ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا، وہ یوں ہی دفن کئے گئے کہ مُوئے مبارک اُن کی زبان کے نیچے تھا، اسے اصابہ میں ذکر کیا گیا۔“ (اصابہ فی تمیز الصحابہ، 1/72)

2 اور عہد نامہ وغیرہ قبر میں رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب دیوار میں جگہ بنا کر اس میں رکھیں البتہ سینہ کے اوپر کفن کے نیچے رکھنا بھی جائز ہے۔ اور دیگر تبرکات کا بھی یہی طریقہ ہونا چاہئے نیز جب کفن پر کچھ لکھنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ روشنائی سے نہ لکھا جائے بلکہ شہادت کی انگلی سے لکھا جائے۔
صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرَّحمہ بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ”شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میّت کے مونھ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں، بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میّت کے سینہ اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیّت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بِسْمِ اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا؟ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بِسْمِ اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ (درمختار، غنیہ، عن التاتارخانیہ) یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بِسْمِ اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔“ (بہارِ شریعت، 1/848)

وَاللهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بقیہ: فریاد

شریعت کی نظر میں بگڑے ہوئے چند افراد: ❁ فرض علوم حاصل نہ کرنے والے ❁ فرض نماز ادا نہ کرنے والے ❁ رَمَضانُ المبارک کے فرض روزے نہ رکھنے والے ❁ زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرنے والے ❁ صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والے ❁ گانے باجے سننے اور فلمیں ڈرامے دیکھنے والے ❁ گانوں باجوں اور فلموں ڈراموں کا کاروبار کرنے والے ❁ بے پردہ اجنبی لڑکیوں کے ساتھ دوستیوں اور تعلقات کو معیوب نہ سمجھنے والے ❁ کو ایجوکیشن کی حوصلہ افزائی کرنے والے ❁ داڑھی مُنڈانے یا ایک مٹھی سے گھٹانے والے، مسلمانوں کی غیبتیں، بُرائیاں اور ان پر الزام تراشیاں کرنے والے ❁ کاروبار میں دھوکا دہی، ملاوٹ اور جھوٹ سے کام لینے والے ❁ سود اور رشوت لینے اور دینے والے ❁ شادی بیاہ میں خود بھی ناچنے اور اپنی ماں بہنوں اور جوان بچیوں کو بھی اس کام میں شریک کرنے والے ❁ والدین کی نافرمانی کرنے والے ❁ یتیموں اور رشتہ داروں یا وارثوں کا حق دبانے والے ❁ جھوٹی گواہی دینے والے ❁ بلا اجازتِ شرعی رشتہ داروں سے تعلقات توڑنے والے وغیرہ معاشرے کے بہت سے افراد ایسے ہیں جو اپنی مختلف باتوں اور کاموں کی وجہ سے دینِ اسلام کے اصولوں کے مطابق بگڑے ہوئے ہیں مگر اس کے باوجود وہ خود کو اور اپنی طرح کے دیگر لوگوں کو معاشرے کا سُدھرا ہوا، شریف اور عزت دار فرد سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے کہ ہمارا معیارِ شرافت و عزّت وہی ہونا چاہئے جو شریعتِ مطہرہ نے ہمیں عطا کیا ہے اور اس کے لئے ہمیں شریعتِ اسلامیہ کے بیان کردہ اصولوں کی روشنی میں اپنے ہر قول و فعل کا جائزہ لینا چاہئے، اس کام میں آسانی کے لئے میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا کردہ مدنی انعامات کا رسالہ جسے ”نیک بننے کا نسخہ“ کہا جاتا ہے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے، اللہ کریم نے چاہا تو اس کو بغور پڑھنے سے ہمیں کافی حد تک اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ زندگی کے مختلف شعبہ جات میں ہمارے بنائے ہوئے معیار اچھے ہیں یا بُرے؟ ہمارے اندر اچھی باتیں زیادہ پائی جاتی ہیں یا بُری؟ اسلام کی نظر میں ہم شریف، عزّت دار اور سُدھرے ہوئے ہیں یا کچھ اور؟ اللہ کریم ہمیں حق کو قبول کرنے اور اسے اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم
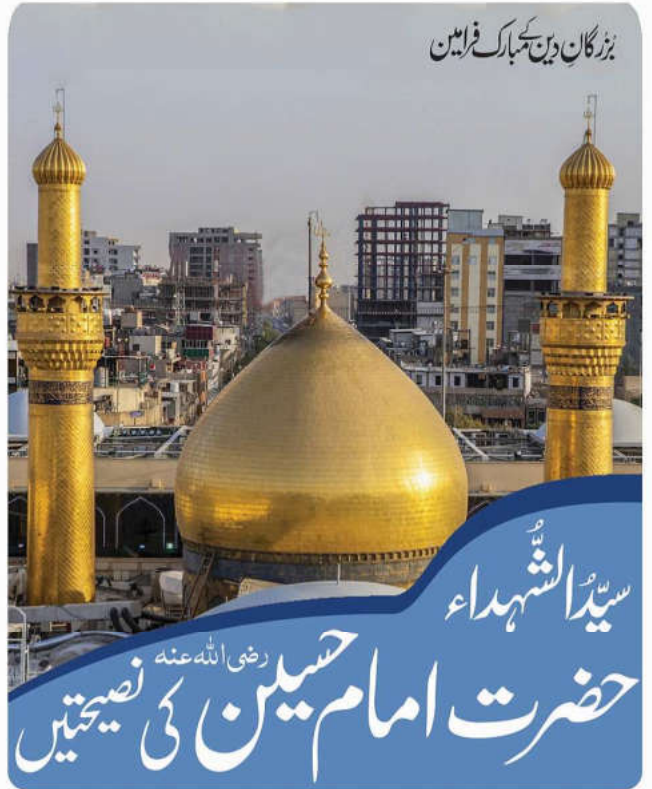
ابوالحسان محمد عمران عطّاری مَدَنی*

کسی کو نصیحت کرنا یا اسے اچھی بات بتانا گویا کہ اس پر احسان کرنا ہے، قراٰنِ حکیم میں کئی جگہ نصیحت کی گئی ہے جس سے نصیحت کی اہمیت و افادیت معلوم ہوتی ہے، نصیحت کی ضرورت و اہمیت کے پیشِ نظر ہمارے بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی لوگوں کو بہترین نصیحتیں فرمائی ہیں۔ سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی لوگوں میں وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ راکبِ دوشِ مصطفےٰ، جگر گوشۂ مُرتضیٰ، دِل بندِ فاطمہ، سلطانِ کربلا، سیّدُ الشُّہداء، امامِ عالی مقام، حضرت سیّدُنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی ولادتِ با سعادت 5 شعبانُ المُعظَّم 4ھ کو مدینۂ منوّرہ میں ہوئی۔(معجم الصحابہ للبغوی،2/14) جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے یومِ عاشورا یعنی 10 مُحرّمُ الحرام 61ھ کو بروز جمعہ دینِ اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے یزید پلید کے خلاف میدانِ کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ کربلا میں اور اپنی مبارک حیات کے دیگر مواقع پر جو خُطبات اور نصیحت آموز اَشعار ارشاد فرمائے ان میں سے چند منتخب نصیحتیں ملاحظہ کیجئے: 1 اے لوگو! اچھے اَخلاق میں رغبت کرو، نیک اعمال میں جلدی کرو، جس نے کسی پر احسان کیا ہو اور وہ اس کا شکر ادا نہ کرے تو احسان کرنے والے کو اللہ پاک عوض عطا فرماتا ہے۔ یقین کرو نیک کام میں تعریف ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے، اگر تم نیکی کو کسی مرد کی صورت میں دیکھ سکتے تو اسے بہت حسین و جمیل دیکھتے جو دیکھنے والے کو بھلا لگتا اور اگر تم مَلامت اور بدی کو دیکھ سکتے تو بدترین منظر دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے اور نظریں نیچی ہو جاتی ہیں۔ اے لوگو! جو سخاوت کرتا ہے وہ سردار ہوتا ہے اور جو بُخل کرتا ہے وہ ذلیل و رُسوا ہوتا ہے۔ زیادہ سخی وہ شخص ہے جو اس شخص پر سخاوت کرے جسے اس کی اُمید نہ ہو۔ زیادہ پاک دامن اور بہادر وہ شخص ہے جو بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود مُعاف کردے، زیادہ صِلۂ رحمی کرنے والا شخص وہ ہے جو قَطع تعلق کرنے والے رشتے داروں سے تعلق جوڑے۔ جو شخص اپنے بھائی پر احسان کرکے اللہ کی رضا چاہے اللہ پاک مشکل وقت میں اس کا بدلہ دیتا ہے اور اس سے سخت مصیبت ٹال دیتا ہے۔ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے دنیوی مصیبت دور کی اللہ پاک اس سے اُخروی مصیبت دور کرتا ہے اور جو کسی پر احسان کرے اللہ کریم اس پر احسان فرماتا ہے اور احسان کرنے والے اللہ کے پیارے ہیں 2 اگرچہ دنیا اچھی اور نفیس سمجھی جاتی ہے مگر اللہ کا ثواب بہت زیادہ اور نفیس ہے 3 رزق تقدیر میں تقسیم ہو چکے ہیں لیکن کَسْب میں انسان کا حرص نہ کرنا اچھا ہے 4 مال دنیا میں چھوڑ کر ہی جانا ہے تو پھر انسان مال میں بُخل کیوں کرتا ہے؟ 5 جب اذیت دینے کے لئے کوئی شخص کسی سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرنے والے اور ذلیل و رُسوا لوگ سب برابر ہیں۔ (نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص152، 153)

اللہ کریم ہمیں ان نصیحتوں کو اپنے دل میں جگہ دینے اور ان پر عمل کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* مفتش مدنی چینل

آسمانی کتابوں میں نعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاشف شہزاد عطّاری مَدَنی*

اے عاشقانِ رسول! اللہ کریم نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایسے کثیر فضائل عطا فرمائے جو مخلوق میں سے کسی اور ہستی کو نصیب نہ ہوئے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایسے ہی 3 خصوصی فضائل کا مُطالَعہ کرکے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجئے:

1 **آسمانی صَحائف میں اَوصاف کا تذکرہ:** گزشتہ آسمانی کتابوں میں سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔[1]

شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توراۃ و انجیل وغیرہ اگلی کُتُبِ سَماوِیہ میں حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے اوصاف اس وضاحت اور تفصیل سے مذکور ہیں کہ ان کی روشنی میں اہلِ کتاب حُضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو بلا کسی شک و شُبہ کے یقینی طور پر پہچانتے تھے۔[2]

اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔[3]

تَورات میں اوصافِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: حضرت سیّدُنا عطا بن یَسار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میری حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عَمْرو رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا: مجھے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وہ اوصاف بتائیے جو تورات میں مذکور ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قراٰنِ کریم میں مذکور بعض اوصاف تورات میں بھی بیان کئے گئے ہیں، (جیسے:) اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہ اور خوش خبری دینے اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ (تورات میں آپ کے مزید یہ اوصاف بھی بیان کئے گئے ہیں:) ہم نے آپ کو اَن پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام مُتَوَکِّل (یعنی اللہ پر بھروسا کرنے والا) رکھا۔ آپ نہ تو بَداَخلاق ہیں نہ سخت مزاج، نہ تو آپ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں اور نہ ہی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے والے بلکہ آپ دَرگُزر سے کام لیتے اور مُعاف فرماتے ہیں۔ اللہ پاک اس وقت تک انہیں وفات نہیں دے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھی مِلّت کو سیدھا نہ کردے کہ لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اِقرار کرنے لگیں اور اس ذریعے سے اللہ پاک اندھی آنکھوں، بہرے کانوں

* ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

اور پردہ پڑے ہوئے دِلوں کو کھول دے گا۔[4]

مفتیِ اعظم ہند حضرت علّامہ مولانا مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کتابِ حضرتِ موسیٰ میں وَصف ہیں ان کے
کتابِ عیسیٰ میں ان کے فَسانے آئے ہیں
انہیں کی نعت کے نغمے زَبُور سے سُن لو
زبانِ قرآں پہ ان کے تَرانے آئے ہیں[5]

2 غَزْوات میں فرشتوں کی شرکت: فرشتوں نے سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لشکر میں شریک ہو کر مختلف غَزْوات میں شرکت کی۔[6]

غزوۂ بدر میں فرشتوں کا نُزول: غزوۂ بدْر میں پہلے ایک ہزار فرشتے نازِل ہوئے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ(۹)﴾ تَرجَمۂ کنزُالعرفان: میں ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرنے والا ہوں۔[7]

بعد میں 2 ہزار فرشتے نازِل ہوئے اور یوں ان کی تعداد 3 ہزار ہو گئی۔ قراٰنِ کریم میں فرمایا گیا: ﴿اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ(۱۲۴)﴾ تَرجَمۂ کنزُالعرفان: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اُتار کر تمہاری مدد کرے۔[8] اس کے بعد مزید 2 ہزار فرشتوں کا نُزول ہوا اور فرشتوں کی کُل تعداد 5 ہزار ہو گئی۔

اللہ کریم کا فرمان ہے: ﴿یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ(۱۲۵)﴾ تَرجَمۂ کنزُ العرفان: تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائے گا۔[9]

غزوۂ حُنین میں فرشتوں کا نُزول: قراٰنِ کریم میں غزوۂ حُنَین سے متعلق فرمایا گیا: ﴿وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ تَرجَمۂ کنزُالعرفان: اور اس نے ایسے لشکر اتارے جو تمہیں دکھائی نہیں دیتے تھے۔[10] یعنی فرشتے جنہیں کُفّار نے اَبْلَق گھوڑوں پر سفید لباس پہنے عمامہ باندھے دیکھا۔ یہ فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے آئے تھے۔[11]

غزوۂ خَنْدَق میں فرشتوں کا نُزول: غزوۂ خندق کے بارے میں اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ تَرجَمۂ کنزُالعرفان: تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔[12]

ابو عبدُاللہ حضرت سیّدُنا امام محمد بن احمد مالکی قُرطُبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اللہ پاک نے فرشتے بھیجے جنہوں نے کفار کے خیموں کی رسیاں کاٹ دیں، کیلیں اکھاڑ دیں، دیگچیاں الٹی کر دیں، ان کی جلائی ہوئی آگ بجھا دی اور ان کے گھوڑے بِدک کر بھاگنے لگے۔ ان کے لشکر کے چاروں طرف فرشتے بلند آواز سے اللہُ اَکْبَر کہنے لگے اور اللہ پاک نے ان کے دِلوں پر خوف اور رُعب طاری کر دیا۔[13]

چمکتی تھی وہ بجلی تیغِ سلطانِ رسالت کی
فرشتے دیکھتے تھے جنگ میں صَولت محمد کی[14]

3 نبیوں اور فرشتوں کی امامت فرمائی: اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام اور فرشتوں کی امامت فرمائی۔[15]

ایک روایت کے مطابق شبِ مِعراج بیتُ المقدس میں حضرت سیّدُنا جبریلِ امین علیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام نے اذان دی اور پھر نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انبیائے کرام علیہمُ السَّلام اور فرشتوں کی امامت فرمائی۔[16]

تو پیشوا ہے سب کا سب مقتدی ہیں تیرے
اَقصیٰ میں کیسے بنتا کوئی امام تیرا[17]

---

(1) کشف الغمہ، 2/53 (2) نزھۃ القاری، 3/478 (3) پ2، البقرۃ:146 (4) بخاری، 2/25، حدیث:2125 (5) سامانِ بخشش، ص140 (6) انموذج اللبیب، ص37 (7) پ9، الانفال:9 (8) پ4، اٰل عمرٰن:124 (9) پ4، اٰل عمرٰن:125 (10) پ10، التوبۃ:26 (11) صراط الجنان، 4/97 (12) پ21، الاحزاب:9 (13) الجامع لاحکام القرآن، جز:14، 7/107 (14) قبالۂ بخشش، ص254 (15) تاریخ الخمیس، 1/391 (16) در منثور، 5/226، فتاویٰ رضویہ، 30/242 (17) قبالۂ بخشش، ص25۔

مشکل حالات کا مقابلہ کیسے کریں؟

ابو رجب عطاری مَدَنی*

جنوری 2020 کو سردیوں کے موسم میں لاہور کے ایک مکان میں گیس ہیٹر سے آگ لگ گئی جو اس قدر شدید تھی کہ دو بہنوں کا جہیز کا سامان جل کر راکھ ہوگیا اور گھر میں رکھی ہوئی نقد رقم بھی جل گئی، ان میں سے ایک بہن کا چہرہ اپنے معذور باپ کی جان بچانے کی کوشش میں جُھلس گیا۔ پریشان حال معذور باپ نے بعد میں بتایا کہ ایک بیٹی کی شادی ڈیڑھ مہینے بعد طے تھی، میں نے پائی پائی جوڑ کر بیٹیوں کا جہیز اکٹھا کیا تھا، پتا نہیں اب کیا ہوگا؟[1]

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! ربِّ کریم ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ بہر حال انسان کو اپنی زندگی میں مشکل اور آسان دونوں قسم کے حالات کا سامنا ہوتا ہے، کبھی معاشی خوشحالی، خوشگوار گھریلو زندگی، تندرستی، مقاصد میں کامیابی اور اولاد کی فرمانبرداری جیسی سینکڑوں خوشیاں اس کی زندگی میں بہار بن کر داخل ہوتی ہیں اور کبھی حالات ایسا پلٹا کھاتے ہیں کہ مالی تنگدستی، گھریلو ناچاقی، امتحان میں ناکامی، دفتری پریشانی، بیماری، خاندانی دشمنی، ناجائز مقدمہ بازی اور کاروباری پیچیدگی جیسی کئی مشکلیں اس کی زندگی کو خزاں رسیدہ اور ویران بنادیتی ہیں۔ **تین قسم کے لوگ:** مشکل حالات کا سامنا کرنے کے حوالے سے ہمارا رویّہ مختلف ہوتا ہے، پہلی قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو مشکل میں گھبراتے نہیں، نروس نہیں ہوتے بلکہ اپنے اعصاب کو کنٹرول میں رکھ کر ہمت و جرأت کے ساتھ اس کا سامنا کرتے ہیں اور اس مشکل سے نکل آتے ہیں، دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو مشکلات میں گھبرا جاتے ہیں، ان کے ہاتھ پاؤں پُھول جاتے ہیں کہ اب کیا ہوگا؟ اس طرح یہ لوگ اپنے لئے مزید مشکلات کھڑی کرلیتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا مزاج اُس خرگوش کی طرح ہوتا ہے جس نے جنگل میں شور مچادیا تھا کہ ”آسمان گر گیا، آسمان گر گیا!“ دیگر جانوروں نے جب اُوپر نظر اُٹھا کر دیکھا کہ آسمان تو اپنی جگہ پر ہے تو خرگوش سے پوچھا کہ آسمان کہاں گِرا ہے؟ خرگوش کہنے لگا کہ میں بیری کے درخت کے نیچے کھڑا تھا وہاں میرے سر پر آسمان گرا تھا، جانوروں نے تحقیق کی تو پتا چلا کہ درخت سے ایک بیر ٹوٹ کر خرگوش کے سر پر گرا تھا جسے اس نے بدحواسی میں آسمان سمجھا! اور تیسری قسم کے لوگ مشکل حالات سے گھبرا کر دل ہار بیٹھتے ہیں انہیں ہارٹ اٹیک، ہائی بلڈ پریشر جیسی بیماریاں ہوجاتی ہیں اور بعض تو مایوس ہوکر خودکشی (Suicide) کرلیتے ہیں جو کہ حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ **مشکلات کی دو قسمیں:** مشکلات بھی دو قسم کی ہوتی ہیں: ایک وہ جن کا حل یا متبادل ممکن ہوتا ہے جیسے کیچڑ میں پھسل کر گر جانا، بائیک کا پنکچر ہوجانا، نوکری چلی جانا وغیرہ، اور دوسری وہ جن کا کوئی حل یا متبادل نہیں ہوتا مثلاً گھر کے کسی فرد بیٹے یا بیٹی یا زوجہ کا انتقال ہوجانا، کھیت میں فصل کا تباہ ہوجانا، سیلاب میں سامان وغیرہ کا بہہ جانا۔ پہلی قسم کی مشکل پر قابو پانے کے لئے عملی قدم اُٹھانے ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کی مشکل سے نکلنے کے لئے اپنی سوچ کو مثبت (Positive) بنانا ہوتا ہے۔

مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کے 11 طریقے

اے عاشقانِ رسول! اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جس پر مشکل آتی ہے اس کی پریشانی جیسی وہ سمجھ سکتا ہے کوئی اور نہیں محسوس کرسکتا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک زندہ ہیں مشکلات کا سامنا تو ہوتا رہے گا! اس لئے مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے 11 ٹپس دیئے جارہے ہیں جن کی مدد سے ہم احسن انداز سے مشکل حالات کا مقابلہ کرسکتے ہیں: **1 خود پر قابو رکھئے:** کسی بھی قسم کی مشکل آنے پر ردِّ عمل (Reaction) کے طور پر ہمارے اندر

* مُدَرِّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

دو قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں، ایک مثبت دوسرا منفی! منفی سوچ ہمیں شدید قسم کے خوف، غم، گھبراہٹ اور غصے میں مبتلا کرتی ہے جبکہ مُثْبت سوچ ہمیں برداشت، ہمّت اور مسئلے کے حل کا راستہ دکھاتی ہے چنانچہ کسی بھی قسم کی صورتحال میں منفی سوچ کو خود پر حاوی نہ ہونے دیجئے، نہ ہی گھبراہٹ کا شکار ہوں، کسی نے سچ کہا ہے کہ مشکل حالات میں گھبرانا اصل مشکل ہے۔ سیلف کنٹرول (خود پر قابو رکھنے کی صلاحیت) کو بہتر بنا کر ہم مشکل کی شدّت کو 50 فیصد تک بھی کم کرسکتے ہیں۔ **2 اللہ کو یاد کریں:** بے شک اللہ کی یاد میں دِلوں کا چین ہے، اس لئے جب کبھی مشکل میں پھنس جائیں تو اپنے خالق و مالک ربِّ کائنات کو ضرور یاد کریں، دل کو ڈھارس ملے گی۔ اگر ہوسکے تو "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" (ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) پڑھ لیجئے، اس کی فضیلت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں بیان فرمائی: جو مصیبت کے وقت "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" کہتا ہے تو اللہ پاک اس کی پریشانی دُور فرمادیتا ہے اور اس کے کام کا انجام اچّھا فرماتا ہے اور اسے ایسا بدل عطا فرماتا ہے جس پر وہ راضی ہوجاتا ہے۔[2] **3 کچھ نہ کچھ مشکل آتی ہے:** اپنا ذہن بنالیجئے کہ مؤمن کی زندگی میں کچھ نہ کچھ مشکلات اور مصیبتیں ضرور آتی ہیں، ہمارا پیارا ربِّ عظیم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے۔[3] **4 پہنچنے والی پہنچ کر رہے گی:** جس مشکل یا مصیبت کا پہنچنا تقدیر میں لکھا ہے وہ پہنچ کر رہے گی، یہ سوچ بنانے سے ایک تو ہمارا تقدیر پر ایمان مضبوط ہوگا اور دوسرا ہمارے دِل و دماغ میں یہ بات پختہ ہوجائے گی کہ یہ مشکل میرے ربِّ جلیل کی طرف سے ہے وہی اس کو دور بھی فرمائے گا۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اچھی بُری تقدیر پر ایمان نہ لے آئے اور اس بات پر یقین نہ کرے کہ اسے جو مصیبت پہنچنے والی ہے وہ اس سے خطا نہ ہوگی (یعنی پہنچ کر رہے گی) اور جو اس سے خطا ہونے (یعنی نہیں پہنچنے) والی ہے وہ اسے نہیں پہنچ سکتی۔[4] **5 اگر مگر میں نہ پڑیں:** بعض لوگ اگر مگر کے چکر میں پڑ جاتے ہیں کہ اگر میں اپنا مال فُلاں وقت فروخت کردیتا تو بڑا نفع ہوتا مگر میں نے غَلَطی کی کہ اب بیچا اور مجھے نقصان اُٹھانا پڑا یا "اگر میں اپنے بیٹے کو بائیک نہ دیتا تو اس کا ایکسیڈنٹ نہ ہوتا" یا "اگر ہم اپنے مریض کو فلاں اسپتال لے جاتے تو یہ زندہ بچ جاتا" اس طرح کے جملے بولنے سے مشکل کا احساس مزید بڑھ جاتا ہے اور صدمے میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ یہ انداز اختیار کرنے سے ہمارے مَدَنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منع کرتے ہوئے فرمایا: اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ مت کہو: "اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا" بلکہ یہ کہو: "قَدَرُ اللّٰهِ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ" یعنی اللہ نے ایسا ہی لکھا تھا اور اس نے جو چاہا وہی کیا۔ "کیونکہ: "اگر" کا لفظ شیطانی عمل کی ابتداء کرتا ہے۔[5] **6 ہوسکتا ہے بڑی مشکل سے بچالیا گیا ہو:** مشکل آنے پر اپنا یہ بھی ذہن بنالیجئے کہ ہوسکتا ہے چھوٹی مصیبت میں مبتلا کرکے مجھ سے کوئی بہت بڑی مصیبت دُور کردی گئی ہو۔ مثلاً دورانِ سفر کار کا ٹائر پنکچر ہونے پر ذہن بنائیں کہ ہوسکتا ہے یہ گاڑی ایکسیڈنٹ سے تباہ ہونے والی تھی لیکن مجھے صرف ٹائر پنکچر ہونے کی چھوٹی مصیبت میں مبتلا کرکے ایکسیڈنٹ کی بڑی مصیبت کو ٹال دیا گیا ہو **(حکایت)** کسی نے حضرت سیّدنا محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر زخم دیکھ کر کہا: مجھے اس زخم کی وجہ سے آپ پر ترس آرہا ہے۔ ارشاد فرمایا: جس وقت سے یہ زخم ہوا ہے، میں تو اسی وقت سے اللہ کا شکر ادا کررہا ہوں کہ یہی زخم آنکھ میں نہیں نکلا![6] **7 ایک دن مشکل ختم ہوجائے گی:** مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس بات کا یقین رکھنا چاہئے کہ جس طرح دنیاوی زندگی عارضی اور مختصر ہے اسی طرح اس زندگی کے دوران پہنچنے والی مصیبتیں اور مشکلیں بھی عارضی ہیں جو آج نہیں تو کل ختم ہوجائیں گی۔ اس کا ثبوت چاہئے تو اپنی گزشتہ زندگی میں جھانک کر دیکھ لیجئے کہ کیسی کیسی مشکلیں آئیں ہوں گی لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد آسان ہوگئی ہوں گی **8 قصور اپنا ہے:** اپنی مشکلات کا ذمہ دار کسی اور کو ٹھہرانے کے بجائے یہ ذہن بنایئے کہ اس کا سبب میرے گناہ ہیں اور سچی توبہ کی طرف قدم بڑھایئے، قراٰنِ پاک میں ارشاد ہے: ﴿وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ(۳۰)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا

ہے[7] 9 **پریشانی سے توجہ ہٹا لیجئے:** ہم جب کسی چیز کے بارے میں بہت زیادہ سوچتے ہیں تو وہ ہمارے دِل و دماغ پر حاوی ہو جاتی ہے، اس لئے اگر آپ اپنی مشکلات اور پریشانیوں کے بارے میں ہی سوچتے رہیں گے کہ میں تو سراپا مسائل ہوں، مشکلات نے میرے گھر کا رستہ دیکھ لیا ہے تو ذہنی دباؤ میں اضافہ ہوگا، اس لئے اپنی توجہ کسی اور طرف پھیر لیں، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: **مَنْ كَثُرَ هَمُّهُ، سَقُمَ بَدَنُهُ** یعنی جس کی فکریں زیادہ ہو جاتی ہیں اس کا بدن سَقِیم (یعنی بیمار) ہو جاتا ہے[8] 10 **اپنا حوصلہ بڑھایئے:** مشکل کے حل کی طرف قدم بڑھانے کے لئے اپنا ذہن بنایئے، جذبہ اُبھاریئے۔ اس کے لئے بُزُرگانِ دین کی سیرت کی طرف نظر دوڑایئے کہ انہیں اپنی زندگی میں کیسی کیسی مشکلات کا سامنا ہوا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو نمرود جیسے ظالم بادشاہ نے تکالیف دیں حتّٰی کہ آگ میں جلانے کی کوشش کی، حضرت ایوب علیہ السّلام طویل صبر آزما بیماری میں مبتلا رہے، حضرت یعقوب علیہ السّلام کو طویل عرصہ اپنے پیارے بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام کی جدائی برداشت کرنا پڑی، حضرت یوسف علیہ السّلام کو ظلماً جیل میں ڈال دیا گیا، حضرت یونس علیہ السّلام ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں رہے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زندگی کو فرعون جیسے ظالم و جابر بادشاہ نے مشکل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، خود ہمارے پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کافروں نے طرح طرح سے ستایا، لیکن ان پاکیزہ شخصیات نے صبر و ہمت کا پیکر بن کر ان مشکلات کا سامنا کیا۔ 11 **مشکل کے حل کی طرف عملی قدم:** پہلے اپنے ربِّ کریم سے دعا مانگئے، پھر ضرور تاً تجربہ کار اور مہارت رکھنے والے افراد سے مشورہ کیجئے اور ان مشکلات کے حل کی طرف قدم بڑھا دیجئے۔

اُٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے ۔۔۔ پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اللہ پاک ہمیں دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی مشکلات سے عافیت عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) سماء نیوز ویب سائٹ، 9 جنوری 2020 (2) معجم کبیر، 12 / 197، حدیث: 13027 (3) پ2، البقرۃ: 155 (4) ترمذی، 4 / 57، حدیث: 2151 (5) مسلم، ص1098، حدیث: 6774 (6) احیاء العلوم، 5 / 66 (7) پ25، الشوریٰ: 30 (8) شعب الایمان، 6 / 342، حدیث: 8439۔

محمد آصف عطاری مدنی*

ہر شخص کا کسی شے کو دیکھنے، پرکھنے اور اس کے بارے میں سوچنے کا انداز دوسرے سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان کی عمر، تعلیم، تجربہ اور مہارت الگ ہوتی ہے، اسی کی بنیاد پر وہ کسی ایشو پر اپنی جداگانہ رائے رکھتا ہے۔ دو افراد کی رائے میں کچھ نہ کچھ مماثلت (Resemblance) تو ہو سکتی ہے تاہم 100 فیصد اتفاق ہونا دُشوار ترین ہے۔ گھر میں آج کیا پکے گا؟ کس کمپنی کا فریج خریدا جائے گا؟ پردے کس رنگ کے لگیں گے؟ رشتے کے لئے ہاں کہی جائے گی یا نہیں؟ شادی کی تاریخ کیا رکھنی ہے؟ آفس میں کس قسم کا فرنیچر آئے گا؟ ڈریس کوڈ کیا ہوگا؟ جامعہ کا نصاب (Syllabus) کیا ہوگا؟ کون سا سبق کونسا ٹیچر پڑھائے گا؟ سفر ٹرین کے ذریعے ہوگا یا بس سے؟ اس طرح کے چھوٹے بڑے ہزاروں ایشوز پر مختلف لوگوں (میاں بیوی، ماں بیٹی، باپ بیٹا، دو سگے بھائیوں، دوستوں وغیرہ) کے درمیان اختلافِ رائے ہو سکتا ہے۔ الغرض! اختلافِ رائے ہماری معاشرتی، سماجی اور

* چیف ایڈیٹر
ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

گھریلو زندگی کا حصہ ہے اور ہم سب شعوری طور پر اسے تسلیم بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بہت مرتبہ اختلاف رائے بڑھ کر جھگڑے کی صورت اختیار کرلیتا ہے جس سے معاشرے (Society) میں بگاڑ بڑھتا ہے، اگر اختلافِ رائے کے آداب پر عمل کرلیا جائے تو بات بگڑنے سے بچا جاسکتا ہے۔

اختلافِ رائے کے 10 آداب:

1 اختلافِ رائے کے اظہار سے پہلے کھلے ذہن کے ساتھ اپنی رائے پر پہلے خود غور کرلیں کہ کہیں میں غلطی پر تو نہیں؟ پھر اگر اپنی رائے غلط ثابت ہو تو اندر کی بات کو اندر ہی ختم کرڈالیں اور قلبی سکون پائیں۔

2 اگر آپ کو اپنی رائے دُرست لگے تو دیکھ لیجئے کہ اس کا اظہار ضروری بھی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہر اختلافِ رائے کا اظہار ضروری نہیں ہوتا بالخصوص ایسی جگہ پر جہاں خاموش رہنے میں کوئی نقصان نہ ہو رہا ہو مثلاً چائے کھانے کے بعد پی جائے یا تھوڑا ٹھہر کر؟ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر دوسروں سے اُلجھا جائے، ہاں! آپ سے رائے لی جائے تو بتا دیجئے۔

3 ہر جگہ اختلافِ رائے کا حق جتا کر بحث مباحثہ میں نہ کُودیں کیونکہ بن مانگے اپنی رائے دینے سے قدر و قیمت (Value) جاتی رہتی ہے، ہوسکتا ہے کہ لوگ آپ سے چِڑنے لگیں کہ یہ ہر معاملے میں ٹانگ اَڑا دیتا ہے، اس لئے حتی الامکان پوچھے جانے پر ہی اپنی رائے دیجئے۔

4 اختلافِ رائے کے اظہار کا انداز مہذب اور شائستہ ہونا چاہئے، طنزیہ اندازِ گفتگو، دوسروں کو جاہل اور بے وقوف قرار دینا، جھاڑنا، جارحانہ انداز اختیار کرنا دوسروں کے لئے باعثِ تکلیف ہوتا ہے اور آپ کا امپریشن بھی بگڑ تا ہے۔

5 دوسروں کے اختلافِ رائے کے حق کو بھی تسلیم کریں، بحث کرکے انہی کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور نہ کریں بلکہ گفتگو کے نتیجے میں آپ پر اپنی رائے کی غلطی ظاہر ہو تو اسے دُرست کرکے بڑے پن کا مظاہرہ کیجئے۔

6 اگر دونوں فریق اپنے اپنے مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہوں اور فیصلہ کرنا بھی ضروری ہو تو کسی باصلاحیت اور ماہر شخص سے اپنے اختلافِ رائے کا فیصلہ کروالیں۔

7 اگر آپ کی رائے کو فوقیت مل جائے تو شیخیاں نہ بگھاریں کہ دیکھا میں نے اسے کیسا خاموش کروایا، میرے سامنے تو بڑے بڑے بولنا بُھول جاتے ہیں۔

8 آپ غالب ہوں یا مغلوب! دونوں صورتوں میں فریقِ ثانی کی غیبتوں میں نہ پڑیں، اس پر تہمتیں نہ لگائیں اور نہ ہی اپنے دل میں اس کا بُغض بٹھائیں۔

9 اختلاف رائے کو اپنے اور سامنے والے فریق تک محدود رکھیں بلاضرورت تیسرے کو اس کی ہوا بھی نہ لگنے دیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس طرف ہماری بالکل توجہ نہیں، اوپر سے سوشل میڈیا واٹس ایپ، ٹوئیٹر، فیس بک وغیرہ نے ایسی آسانیاں دے دی ہیں کہ کوئی بھی نادان اپنے گھر، گلی محلے یا دوستوں کے درمیان ہونے والی بات کو پوری دنیا کے سامنے پیش کرسکتا اور اپنی جگ ہنسائی کروا سکتا ہے۔ اللہ پاک ایسوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

10 اختلاف رائے کسی سے بھی ہو! اس کے نتیجے میں آپسی تعلقات میں کھنچاؤ نہ آنے دیں۔ اس حوالے سے بہت ہی پیاری دلچسپ حکایت پڑھئے:

بھائی چارے پر اثر نہیں پڑنا چاہئے: حضرت سیدنا یونس صدفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ ایک دن میں نے کسی مسئلے پر ان سے مناظرہ کیا اور پھر ہم جدا ہوگئے، جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپ نے میرا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: اے ابوموسیٰ! کیا یہ اچھا نہیں کہ کسی مسئلے پر متفق نہ ہونے کے باوجود ہم بھائیوں کی طرح رہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/382)

اللہ پاک ہمیں اپنا اخلاق و کردار بہتر بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دنیا چاند پر پہنچ گئی اور مولانا حضرات؟

مفتی محمد قاسم عطاری*

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کو ریفارمیشن (یعنی اصلاح) کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا چاند پر پہنچ چکی ہے، انسان فضا کو مسخر کرچکا ہے لیکن اسلام کے ماننے والے وہی چودہ سو سال پرانی کتابیں بخاری، مسلم، ترمذی اور اسی زمانے کی تعلیمات لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج اسلام کو جدید تقاضوں کے مطابق کرنے کیلئے ہمیں اسلام کا کوئی ماڈل ورژن چاہیے۔ اس سے ملتے جلتے دیگر جملے بھی سننے کو ملتے رہتے ہیں۔ آیئے ذرا اس کا گہرائی میں جاکر تجزیہ کریں۔ عرض یہ ہے کہ یہ جملہ تو بڑا مشہور ہے اور اکثر لوگوں نے سنا ہی ہوتا ہے کہ دنیا تو چاند پر چلی گئی ہے لیکن بات یہ ہے کہ بھائی صاحب، آپ بھی چلے جائیں، آپ کو چاند پر جانے سے کس نے منع کیا ہے؟ دین نے تو منع نہیں کیا۔ ہاں فضول وقت ضائع کرنے کیلئے نہ جائیں بلکہ کسی کام کیلئے جایئے گا۔ لوگ چاند پر چلے گئے یا مشینوں کو مریخ پر بھیج دیا یا بہت سے دوسرے کام کرلیے تو اس کا دین کی پرانی تعلیمات سے کیا تعلق ہے؟ ہر کوئی اپنی فیلڈ میں کام کرتا ہے، چاند پر جانا یا مریخ پر گاڑی بھیجنا سائنسدانوں کا کام ہے، انہوں نے کردیا، اب اسے دین کی تعلیمات کے خلاف استعمال کرنے کا کیا تُک بنتا ہے؟ اگر اس جملے کو ایسے ہی سوچے سمجھے بغیر بے موقع استعمال کرنا ہے تو آیئے ہم آپ کو کچھ اور مواقع بھی بتادیتے ہیں۔ ایک موقع تو یہ ہے کہ صحافی خبریں جمع کرتے، کالمز لکھتے، تبصرے اور تجزیے کرتے ہیں، اب انہیں بھی جاکر کہنا شروع کردو کہ یار تم عجیب لوگ ہو، دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور تم ابھی خبریں جمع کررہے ہو، تمہیں کالم لکھنے سے فرصت نہیں ہے، چھوڑو ان کاموں کو اور بس چاند چاند کھیلو۔

یونہی جو غریب بے چارہ موچی ہو، جوتے گانٹھ کر روزی کماتا اور بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہو، اسے بھی جاکر یہ فلسفہ جھاڑنا شروع کردو کہ بھائی دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور تم ابھی جوتے ہی گانٹھ رہے ہو، چلو تم بھی چاند پر چلو۔ بس یہ نہ ہو کہ وہ بندہ آگے سے کہہ دے کہ جناب ٹھیک ہے، میں اپنا روزگار چھوڑتا ہوں، آپ مجھے بھی چاند پر لے جائیں۔ اسی طرح جو لوگ اسکول کالجز میں تعلیم و شہریت یعنی ایجوکیشن یا سوشل اکنامکس یا جغرافیہ پڑھاتے ہیں، انہیں بھی جاکر کہنا شروع کردو کہ جناب، یہ تم جغرافیہ والے کیا پڑھا رہے ہو کہ کون سا سمندر کہاں پر ہے، کون سا دریا کہاں سے نکلتا، گزرتا اور ختم ہوتا ہے، ان سمندروں، دریاؤں نے ادھر ہی رہنا ہے، انہیں چھوڑو، دنیا چاند پر پہنچی ہوئی ہے اور تم ابھی دریا ہی ماپتے پھر رہے ہو۔ شہریت والوں سے کہیں کہ تم ابھی ریاست کی تعریف ہی متعین کرنے میں لگے ہو کہ فلاں نے ریاست کی یہ تعریف کی ہے اور فلاں نے یہ۔ کن کاموں میں پڑے ہوئے ہو، دنیا تو چاند پر پہنچی ہوئی ہے۔ بلکہ کچھ آگے چلیے، ایک آدمی کی مثلاً شادی ہورہی ہو اور یہ چاند والے فلاسفر وہاں پہنچ جائیں کہ بھئی کمال ہے، تم شادی کے پرانے چکروں میں پڑے ہوئے ہو حالانکہ دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے۔ وہ شادی والا پہلے تو آپ کا منہ دیکھے گا اور پھر پوچھے گا کہ جناب کون سے پاگل خانے سے مفرور ہیں۔ وہ یہی کہے گا کہ اگر دنیا چاند پر پہنچ گئی تو میں کیا کروں؟ میری شادی میں کیوں کباب میں ہڈی بن رہے ہو۔

اوپر کی باتیں بظاہر مذاق لگیں گی لیکن حقیقت یہ ہے کہ صحافی کے

* دارالافتاء اہلِ سنّت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

خبریں جمع کرنے، موچی کے جوتے گانٹھنے، جغرافیہ دان کے سمندر و دریا کی باتیں کرنے، شہریت والوں کے ریاست سے متعلق گفتگو کرنے اور دولہا کی شادی سے چاند پر جانے کی بات جتنی بے جوڑ اور احمقانہ ہے، اس سے ہزار گُنا زیادہ اِس فضول جملے کو دین کی تعلیمات سے جوڑنا احمقانہ اور باطل ہے۔ حقیقت میں تو اس کا جواب وہی ہے جو قرآنِ پاک نے ویسے ہی ایسے لوگوں کے جواب میں سکھایا ہوا ہے ﴿وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ کہ جب جاہل آدمی ان سے فضول، بیہودہ، باطل اور احمقانہ بات کرتا ہے تو ایمان والے ان سے کہتے ہیں کہ تمہیں سلام یعنی جان چھوڑو۔

بات یہ ہے کہ جب سامنے والے کی بات کا سر پیر ہی نہ ہو، تو وہاں کیا جواب دیا جائے۔ عقل و دانش اور فہم و شعور سے کام لیا جائے تو یہ بات کھل کر واضح ہوتی ہے کہ دنیا بہت وسیع ہے اور انسانی زندگی کے ہزاروں پہلو ہیں۔ ایک انسان ہی کی زندگی کی ہزاروں ضروریات ہوتی ہیں، اسے لکھنے کیلئے قلم، دور رابطے کیلئے موبائل فون، بیٹھنے کیلئے کرسی، لیٹنے کیلئے بیڈ، چارپائی، گرمی دور کرنے کیلئے اے سی یا فین، سردی بھگانے کیلئے ہیٹر اور دیگر ضروریات کے لئے نجانے کیا کیا چاہیے۔ یہ سب جسمانی ضروریات ہیں، ان کے علاوہ روحانی و قلبی سکون کے لئے بہت کچھ چاہیے، خاندان اور معاشرے میں زندگی گزارنی ہے تو اس کے اپنے تقاضے ہیں اور اربوں انسانوں پر مشتمل دنیا کے متعلق غور کریں گے تو زندگی کے بے شمار رنگ اور حاجتوں سے واسطہ پڑے گا اور مختلف لوگوں کو مختلف شعبے اپنا کر کام کرنا ہوگا۔ اب اگر کوئی سائنس کا مارا اور چاند چاند کا وظیفہ کرنے والا ہر جگہ یہی سوال جواب کرتا رہے کہ ساری دنیا چاند پر پہنچی ہوئی ہے اور تم کون سے کاموں میں لگے ہوئے ہو؛ تو ایسے کو یہی سمجھایا جائے گا کہ جناب، ہر بندہ اپنی فیلڈ اور دائرہ کار ہی میں کام کرتا ہے، کوئی بھی شخص سارے کام نہیں کر سکتا۔ اسلامی تعلیمات اور چاند پر جانے کی بات بے جوڑ ہے۔ چاند پر جانا یا اس کے لئے ریسرچ اور تیاری کرنا یا دیگر سائنسی ایجادات سائنس کا موضوع ہے، اسلام کا نہیں۔

دینِ اسلام کا موضوع ہے کہ انسان صحیح انسان کیسے بنے؟ اس کا مقصدِ زندگی کیا ہے؟ وہ اپنے اخلاقی، روحانی معاملات کو کیسے درست کرے؟ ایک انسان کا دوسرے انسانوں سے اور سب سے بڑھ کر اپنے پیدا کرنے والے سے کیسا تعلق ہونا چاہیے؟ اس کے خالق و مالک کے احکام کیا ہیں اور بندے کو کس طرح ان احکام پر عمل کرنا ہے؟ یہ ایسے ہی ہے جیسے زندگی کے عام معاملات کے متعلق سماجی علوم (social sciences) والے بات کرتے ہیں یا علمِ شہریت (civics) والے ریاست کے اور عوام کے باہمی تعلقات پر کلام کرتے ہیں کہ ریاست اور شہریوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔ سماجی علوم اور شہریت کو کسی بھی سائنسی ترقی کا نام لے کر مسترد نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی یہ کہنا شروع کردے کہ سائنس کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور تم ابھی خاندان، معاشرہ، ریاست، رعایا کے بارے میں گپیں مارنے میں لگے ہوئے ہو۔ جیسے یہ بات سراسر فضول اور غلط ہے، ایسے ہی بلکہ اس سے لاکھوں گُنا زیادہ یہ بات باطل ہے کہ سائنسی ترقی وغیرہ کا نام لے کر خدا کے نازل کردہ احکام، اسلامی تعلیمات اور اس کے متعلق تحقیق و جستجو اور تعلیم و تعلّم کو فضول کہا جائے۔

بندوق، توپ، میزائل بنانا تو سائنس کا کام ہے لیکن اس اسلحے کو ظلم کے لئے استعمال نہ کرنا، سائنس نہیں بتائے گی بلکہ اسلام بتائے گا۔ کیمرہ بنانا سائنس کا کام ہے لیکن اس کیمرے سے کسی کی ویڈیو بنا کر بلیک میل کرنا حرام ہے؛ یہ بتانا اسلام کا کام ہے۔ امانت و خیانت، دیانت و بددیانتی، اخلاق و بداخلاقی، عدل و ظلم، احسان و غصب، محبت و نفرت، دوستی و عداوت، عفو و انتقام، احساسِ ذمہ داری و کام چوری، شفقت و شدت، سخاوت و بخل، عاجزی و تکبر، صبر و بے صبری، شکر و ناشکری، قناعت و حرص، ضبطِ نفس و بے لگامی، سعادت و شقاوت، بے غرضی و غرض مندی، خصائل و رذائل اور اس طرح کے بیسیوں اوصاف و عادات و اخلاق کا بیان سائنس نہیں کرے گی بلکہ اسلام ہی سمجھائے گا۔ کیا زندگی میں بلب، موبائل، اے سی، کار، جہاز اور چاند پر جانے کی تو اہمیت ہے لیکن اچھا انسان بننے کی کوئی اہمیت نہیں؟ اگر دیسی لبرل یہی سمجھتے ہیں تو یہ سمجھ اور ایسی سائنس انہی کو مبارک ہو اور اگر اچھا انسان بننا بھی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے اور یقیناً قطعاً ہے تو یہ اسلام ہی بتا سکتا ہے کیونکہ انسان کو اس کے پیدا کرنے والے سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور اس خالق نے اچھا بندہ بننے کا جو طریقہ بیان کیا ہے، اسے "اسلام" کہتے ہیں اور اسی کی انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔
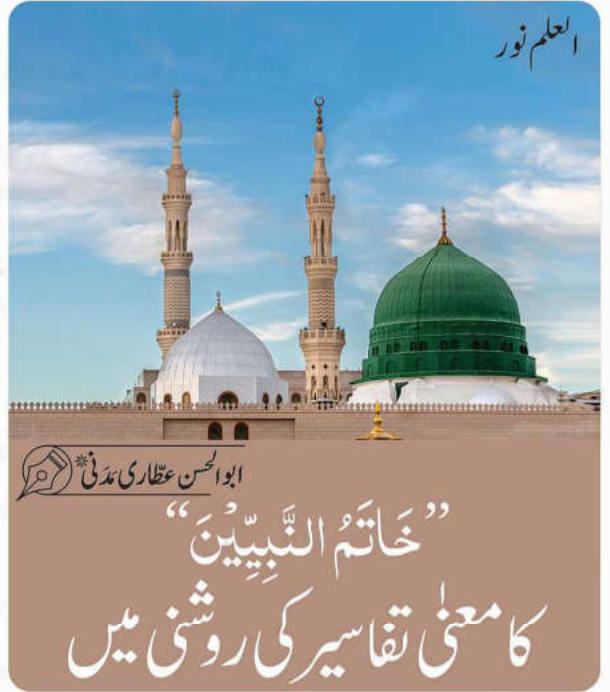
ابوالحسن عطاری مدنی*

”خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ“ کا معنیٰ تفاسیر کی روشنی میں

عقیدہ ختمِ نُبُوَّت دینِ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ ایک حساس ترین عقیدہ ہے۔ ختمِ نبوت کا انکار قراٰن کا انکار ہے۔ ختمِ نبوت کا انکار صحابۂ کرام کے اجماع کا انکار ہے۔ ختمِ نبوت کا انکار ساری امتِ محمدیہ کے علما و فقہا و اَسلاف کے اجماع کا انکار ہے۔ ختمِ نبوت کو نہ ماننا رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک زمانہ سے لے کر آج تک کے ہر ہر مسلمان کے عقیدے کو جھوٹا کہنے کے مترادف ہے۔ اللہ ربُّ العزّت کا فرمانِ عظیم ہے: ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠ ﴾ تَرجَمۂ کنزُالایمان: محمد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔(1)

ختمِ نُبُوَّت کے منکر اس آیتِ مبارکہ کے الفاظ ”خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“ کے معنی میں طرح طرح کی بے بنیاد، جھوٹی اور دھوکا پر مبنی تاوِیلاتِ فاسدہ کرتے ہیں جو کہ قراٰن، احادیث، فرامین و اجماعِ صحابہ اور مفسرین، محدثین، محققین، متکلمین اور ساری اُمّتِ محمّدیّہ کے خلاف ہیں۔ تفاسیر اور اقوال مفسرین کی روشنی میں خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی ہی ہے، چنانچہ مُفسّرِ قراٰن ابوجعفر محمد بن جریر طبری (وفات:310ھ)، ابوالحسن علی بن محمد بغدادی ماوردی (وفات:450ھ)، ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری شافعی (وفات:468ھ)، ابوالمظفر منصور بن محمد المروزی سمعانی شافعی (وفات:489ھ)، محیُّ السُّنّہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی (وفات:510ھ)، ابو محمد عبدُالحق بن غالب اندلسی محاربی (وفات:542ھ)، سلطانُ العلماء ابو محمد عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام سلمی دمشقی (وفات:660ھ)، ناصرُ الدّین ابوسعید عبدُاللہ بن عمر شیرازی بیضاوی (وفات:685ھ)، ابوالبرکات عبدُاللہ بن احمد نسفی (وفات:710ھ)، ابوالقاسم محمد بن احمد بن محمد الکلبی غرناطی (وفات:741ھ)، ابوعبدُاللہ محمد بن محمد بن عرفہ ورغمی مالکی (وفات:803ھ)، جلال الدّین محمد بن احمد محلی (وفات:864ھ) اور ابوالسعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفیٰ (وفات:982ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اَجْمعین سمیت دیگر کثیر مفسرینِ کرام نے اس آیت کی تفسیر میں ہمارے پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری نبی ہونے کی تصریح و تاکید فرمائی ہے۔ ذیل میں چند تفاسیر کے اِقتِباسات ملاحظہ کیجئے:

✿ **امامِ اہلِ سنّت، ابو منصور ماتریدی** (وفات:333ھ) اپنی تفسیر ”تاویلات اہل السنۃ“ میں لکھتے ہیں: جو کوئی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد نبی کے آنے کا دعویٰ کرے تو اس سے کوئی حجت و دلیل طلب نہیں کی جائے گی بلکہ اسے جھٹلایا جائے گا کیونکہ رسول اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرما چکے ہیں: لَا نَبِیَّ بَعْدِی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(2) ✿ صاحبِ زادُالمسیر **ابوالفرج عبدُالرّحمٰن بن علی جوزی** (وفات:597ھ) لکھتے ہیں: خاتم النبیین کے معنی آخِرُ النّبیین ہیں، حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اگر اللہ کریم محمّد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے سلسلۂ نُبُوَّت ختم نہ فرماتا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بیٹا حیات رہتا جو ان کے بعد نبی ہوتا۔(3) ✿ الجامع لاحکامِ القراٰن میں امام **ابوعبدُاللہ محمد بن احمد قُرطبی** (وفات:671ھ) لکھتے ہیں: ”خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم و جدید علمائے اُمّت کے نزدیک مکمل طور پر عُموم (یعنی ظاہری معنیٰ) پر ہیں جو بطورِ نَصِ قطعی تقاضا کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور خاتم النبیین کے ختم نبوت کے خلاف دوسرے معنیٰ نکالنے اور تاویلیں کرنے والوں کا رَد کرتے ہوئے امام قُرطبی لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ اِلْحاد یعنی بے دینی ہے اور ختمِ نُبُوَّت کے بارے میں مسلمانوں کے عقیدہ کو تشویش میں ڈالنے کی خبیث حرکت ہے، پس ان سے بچو اور بچو اور اللہ ہی اپنی رحمت سے ہدایت دینے والا ہے۔(4) ✿ تفسیر لُبابُ التاویل میں حضرت **علاءُالدّین علی بن محمد خازِن**

* ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

(وفات: 741ھ) لکھتے ہیں: خاتم النبیین کے معنیٰ ہیں کہ اللہ کریم نے ان پر سلسلۂ نُبُوَّت ختم کر دیا پس ان کے بعد کوئی نبوت نہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی اور نبی ہے۔ حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کیونکہ اللہ کریم جانتا تھا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں اسی لئے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کوئی ایسی مذکر اولاد عطانہ فرمائی جو جوانی کی عمر کو پہنچی ہو اور رہا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا تشریف لانا تو وہ تو ان انبیا میں سے ہیں جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے دنیا میں تشریف لا چکے اور جب آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے تو شریعتِ محمدیہ پر عمل کریں گے اور انہی کے قبلہ کی جانب منہ کرکے نماز پڑھیں گے گویا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت سے بھی ہوں گے۔ [5] ❁ مشہور تفسیر اللباب فی علوم الکتاب میں **ابو حفص سراج الدین عمر بن علی حنبلی** دمشقی (وفات: 775ھ) حضرت سیدنا عبدُاللہ بن عباس کا قول "اللہ کریم کا فیصلہ تھا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نبی نہ ہو اسی لئے ان کی کوئی مذکر اولاد سنِ رجولیت (یعنی جوان آدمی کی عمر) کو نہ پہنچی" نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: کہا گیا ہے کہ جن کے بعد کوئی نبی نہیں، وہ اپنی اُمّت پر بہت زیادہ شفیق اور ان کی ہدایت کے بہت زیادہ خواہاں ہوں گے گویا کہ وہ اُمّت کے لئے اس والد کی طرح ہوں گے جس کی اور کوئی اولاد نہ ہو۔ [6] اس تفسیر کے مطابق دیکھا جائے تو اللہ ربُّ العزّت کے بعد اس اُمّت پر سب سے زیادہ شفیق و مہربان جنابِ محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی ہیں، جس پر آیتِ قراٰنی ﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ [7] سمیت کثیر آیات واضح دلیل ہیں۔ ❁ تفسیر نظم الدرر میں حضرت **ابراہیم بن عمر بقاعی** (وفات: 885ھ) لکھتے ہیں: کیونکہ رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت اور نبوت سارے جہان کے لئے عام ہے اور یہ اعجازِ قراٰنی بھی ہے (کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازل ہونے والی یہ کتاب بھی سارے جہاں کے لئے ہدایت ہے)، پس اب کسی نبی و رسول کے بھیجنے کی حاجت نہیں، لہٰذا اب رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نبی بھی پیدا نہ ہوگا، اسی بات کا تقاضا ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کوئی شہزادہ سنِ بلوغت کو نہ پہنچا اور اگر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی نبی کا آنا علمِ الٰہی میں طے ہوتا تو محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِکرام و عزت کے لئے ضرور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک نسل ہی سے ہوتا کیونکہ آپ سب نبیوں سے اعلیٰ رتبے اور شرف والے ہیں لیکن اللہ کریم نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اکرام اور اعزاز کے لئے یہ فیصلہ فرمادیا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئے گا۔ [8] ❁ تفسیر الفواتح الالٰہیہ میں **شیخ علوان نعمتُ اللہ بن محمود** (وفات: 920ھ) فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کی جانب سے اللہ کے بندوں کی ہدایت کے لئے تشریف لائے، اللہ کریم نے تمہیں راہِ رُشد و ہدایت دکھانے کے لئے تمہاری طرف اُمَمِ سابقہ کی طرح رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھیجا، لیکن ان کی شان یہ ہے کہ یہ خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہیں کیونکہ ان کے تشریف لانے کے بعد دائرہ نبوت مکمل ہو گیا اور پیغامِ رسالت تمام ہو گیا جیسا کہ خود رسالت مآب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ کریم نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں فرمایا ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ [9] ❁ صاحبِ تفسیرِ فتح الرحمٰن **مجیر الدین بن محمد علیمی مقدسی حنبلی** (وفات: 927ھ) فرماتے ہیں: خاتم النبیین کے معنیٰ ہیں نبیوں میں سے آخری یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد ہمیشہ کے لئے دروازۂ نبوت بند ہو گیا اور کسی کو بھی نبوت نہیں دی جائے گی اور رہا عیسیٰ علیہ السّلام کا تشریف لانا تو وہ تو ان انبیا میں سے ہیں جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے دنیا میں تشریف لا چکے۔ [10]

اللہ کریم ہمیں عقیدہ ختمِ نُبُوَّت کی حفاظت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ22، الاحزاب: 40 (2) تاویلات اہل السنۃ، 8/396، تحت الآیۃ: 40 (3) زاد المسیر، 6/393، تحت الآیۃ: 40 (4) تفسیر قرطبی، جز14، 7/144، تحت الآیۃ: 40 (5) تفسیر خازن، 3/503، تحت الآیۃ: 40 (6) اللباب فی علوم الکتاب، 15/558، تحت الآیۃ: 40 (7) پ11، التوبۃ: 128 (8) نظم الدرر، 6/112، تحت الآیۃ: 40 (9) الفواتح الالٰہیہ، 2/158، تحت الآیۃ: 40 (10) فتح الرحمٰن، 5/370، تحت الآیۃ: 40۔
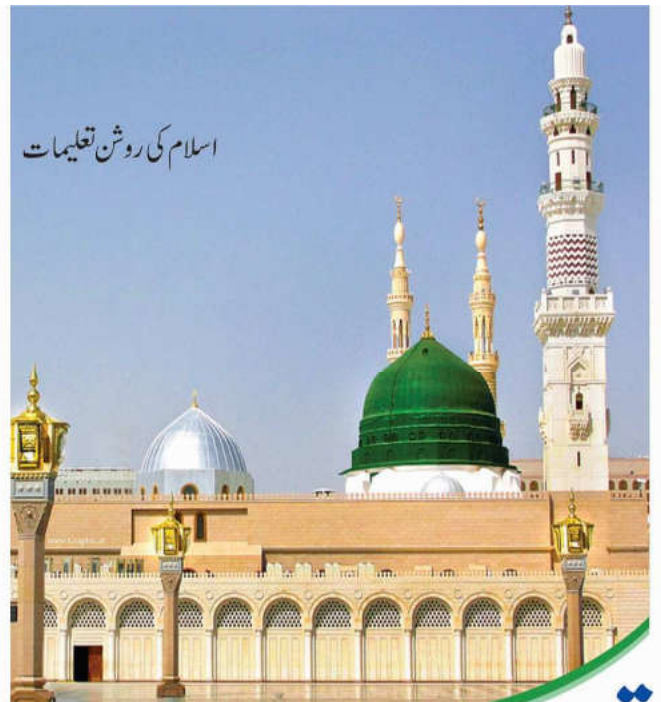
تعظیمِ سادات ضروری ہے

محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

کامل مسلمان ہونے کے لئے محبتِ رَسول کا ہونا اِس قدر لازِم و ضروری ہے کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اُس وَقْت تک (کامِل) مؤمِن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والِد، اَوْلاد اور تمام لوگوں سے زِیادہ مَحْبُوب نہ ہو جاؤں۔[1] آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز (خواہ وہ لباس ہو، جگہ ہو یا آپ کی آل و اولاد ہو ان سب) کا ادب و احترام اور دل کی گہرائیوں سے ان کی تعظیم و توقیر کرنا عشق و محبت کا تقاضا ہے۔ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز عظیم ہو جاتی ہے مثلاً نسبتِ نکاح ملنے سے اُمّہاتُ المؤمنین اور ازواجِ مطہرات، نسبتِ صحبت ملنے سے صحابیت اور نسبتِ اولاد ملنے سے سِیادَت کا شرف میسر آتا ہے۔ آپ کی اولاد جسے ہم ادب سے آلِ رسول اور ساداتِ کرام کہتے ہیں اسے بھی پیار اور احترام کی نِگاہ سے دیکھا جائے یہی مَحبّتِ رسول کا تقاضا ہے۔

یاد رکھئے! محبتِ سادات کامل ایمان کی علامت ہے چنانچہ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور میری اَولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میرے گھر والے اسے اپنے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔[2] اپنی اولاد کو محبتِ سادات کی بچپن سے تربیت دینے کا تاکیدی حکم بھی ہمیں بارگاہِ مصطفےٰ سے ملا ہے، حدیثِ پاک میں ہے: اپنی اولاد کی تین خَصلتوں پر تربیت کرو: (1) تمہارے نبی کی محبت (2) اہلِ بیتِ پاک کی محبت (3) تلاوتِ قراٰن۔ بیشک قراٰن کی تلاوت کرنے والا انبیا و اَصفِیا کے ساتھ اس روز عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوگا جس دن عرشِ الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔[3]

اہلِ بیت و سادات کے فضائل پر مشتمل چند فرامینِ مصطفےٰ ملاحظہ کیجئے: (1) اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔[4] (2) اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہمارے اہلِ بیت سے بُغض رکھنے والے کو اللہ پاک جہنم میں داخل کرے گا۔[5] (3) میری شفاعت میری اُمّت کے اُسی شخص کے لئے ہے جو میرے گھرانے سے محبت رکھنے والا ہو۔[6] (4) قیامت کے دن بندہ اس وقت تک اپنے قدم نہ ہلا سکے گا جب تک کہ چار باتوں سے متعلق سوالات نہ کر لیے جائیں: (1) عمر گزارنے کے متعلق (2) جسم گھلانے کے متعلق (3) مال خرچ کرنے اور حاصل کرنے کے متعلق (4) ہمارے اہلِ بیت سے محبت رکھنے کے متعلق۔[7]

بزرگانِ دین ساداتِ کرام کی خدمت میں پیش پیش نظر آتے تھے چنانچہ ایک سیّد زادے جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی کام سے تشریف لائے تو اِس موقع پر آپ نے سیّد زادے سے عرض کی: اگر آپ کو کوئی کام ہو تو

*ذمہ دار شعبہ فیضان اولیاو علماء، المدینۃ العلمیہ کراچی

آپ مجھے طلب فرمالیا کریں یا مجھے خط لکھ کر بھیج دیا کیجئے۔ آپ کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر مجھے شرمندگی ہورہی ہے۔[8]

حضرت علی خَوّاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ساداتِ کرام کا ہم پر حق تو یہ ہے کہ ہم اپنی روحیں اُن پر قربان کرڈالیں کیوں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک خون اور گوشت اُن میں سَرایت کئے ہوئے ہے، وہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ٹکڑا ہیں اور تعظیم و توقیر میں جُزء کا وہی دَرَجہ ہے جو کُل کا ہے۔ جس طرح رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی میں جُزء کی حُرمت تھی وہی حکم اب بھی ہے۔ بعض اہلِ علم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ساداتِ کرام اگرچہ نسب میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کتنے ہی دور ہوں اُن کا ہم پر حق ہے کہ اپنی خواہشوں پر اُن کی رضا کو مقدم کریں اور اُن کی بھرپور تعظیم کریں اور جب یہ حضرات زمین پر تشریف فرما ہوں تو ہم اُونچی نشست پر نہ بیٹھیں۔[9]

ایک مرتبہ حاجت مند سیّد زادے کی یہ صَدا ”دلواؤ سیّد کو“ اعلیٰ حضرت کے کانوں میں پڑی تو آپ نے اُن کو بلوایا اور اُس وقت موجود تمام رقم آپ کی خدمت میں پیش کردی، جب سیّد زادے نے اُس میں سے تھوڑی رقم لی تو اُسی وقت آپ نے یوں فرمایا: حُضور! یہ سب حاضر ہیں۔ سیّد زادے نے فرمایا: مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ پھر جب وہ جانے لگے تو اعلیٰ حضرت بھی اُن کو رُخصت کرنے تشریف لے گئے، رُخصت کرنے کے بعد خادم کو یہ تاکید کی: دیکھو! سیّد صاحب کو آئندہ سے آواز دینے، صَدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے۔ جس وقت سیّد صاحب پر نظر پڑے فوراً حاضر کرکے سیّد صاحب کو رخصت کردیا کرو۔[10]

حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ساداتِ کرام کی تعظیم و توقیر بجالانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ملاقات کے وقت اگر بتادیا جائے کہ یہ سیّد صاحب ہیں تو عموماً اُن کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں، سیّد زادے کا ہاتھ چُوم لیا کرتے ہیں، انہیں اپنے برابر میں بٹھاتے ہیں حتّٰی کہ ساداتِ کِرام کے بچّوں سے بے پناہ محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

محبتِ رسول کا تقاضا ہے کہ ہم ساداتِ کِرام کی تعظیم کریں۔ جو ساداتِ کِرام کی تَوہین و گستاخی کرے، اِن سے دُشمنی رکھے یا کسی بھی طریقے سے اِن کی بے ادبی کرے تو یقیناً ایسا شخص اپنے محبتِ رسول کے دعوے میں جُھوٹا ہے اور اپنے اِس عمل سے نہ صرف اِنہیں بلکہ اِن کے جَدِّ امجد، حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی ناراض کرتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے چُنانچہ امام عبدُ الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سَیّد شریف نے حضرت خَطّاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بَیان کیا کہ کاشِفُ البُحَیْرَہ نے ایک سَیّد صاحِب کو مارا تو اُسے اسی رات خواب میں حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِس حال میں زِیارت ہوئی کہ آپ اُس سے اِعْراض فرمارہے ہیں (یعنی رُخِ اَنْوَر پھیر رہے ہیں)۔ اُس نے عَرض کی: یارسولَ اللہ! میرا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: تُو مجھے مارتا ہے، حالانکہ میں قِیامت کے دِن تیرا شَفِیْع (یعنی شفاعت کرنے والا) ہوں۔ اُس نے عَرْض کی: یارسولَ اللہ! مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ ارشاد فرمایا: کیا تُو نے میری اَوْلاد کو نہیں مارا؟ اُس نے عَرْض کی: ہاں۔ فرمایا: تیری ضَرْب (مار) میری ہی کلائی پر لگی۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی مُبارَک کلائی نکال کر دِکھائی جس پر وَرَم تھا جیسے کہ شہد کی مکّھی نے ڈنک مارا ہو۔ ہم اللہ پاک سے عافیت کا سُوال کرتے ہیں۔[11]

اللہ پاک ہمیں اور ہماری نسلوں کو تعظیمِ سادات کی برکات سے مالامال فرمائے اور خدمتِ سادات کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 1/17، حدیث:15 (2) شعب الایمان، 2/189، حدیث:1505 (3) جمع الجوامع، 1/126، حدیث:782 (4) ترمذی، 5/434، حدیث:3814 (5) مستدرک للحاکم، 4/131، حدیث:4771 (6) جامع صغیر، ص301، حدیث: 4894 (7) معجم کبیر، 11/102، حدیث:11177 (8) نورالابصار، ص129 (9) سابقہ حوالہ (10) حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/189 (11) الشرف المؤبد، ص104۔

سب سے بڑا وَسیلہ!

راشد علی عطاری مَدَنی*

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تِری سَمْت اور وَسیلہ کیا ہے (1)

الفاظ و معانی: **سَمْت:** جانب، طرف۔ **وَسیلہ:** ذریعہ، واسطہ۔

شرح: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ ربّ تعالیٰ کی بارگاہِ بے نیاز میں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُمّتی اور غلام ہیں، اور وہ تیرے محبوب اور پیارے نبی ہیں۔ تو اِس طرح ہم بھی تیرے ہوئے (یعنی جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے واسطے سے ہم بھی تیری رحمت کے اُمیدوار ہوئے)۔ تیری بارگاہِ عالی کا قُرب پانے کے لئے اِس سے بڑھ کر عُمدہ اور شاندار وَسیلہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو حضرتِ آدم علیہ السَّلام، بلکہ سارے عالَم کے لئے عظیم ترین وَسیلہ ہیں۔

سُبْحٰنَ اللہ! امامِ عشق و محبت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ شعر میں منطقی اَنداز اختیار کرتے ہوئے اِنتہائی آسان پیرائے میں اِس حقیقت (Reality) کو سمجھایا ہے کہ ربُّ العٰلمین کی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہی کی ذات سب سے بڑا اور مضبوط وَسیلہ ہے۔

عِلمِ مَنْطق میں کسی دعوے کو ثابت کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ دو معلوم اور تسلیم شُدہ اَقوال کو مخصوص ترتیب کے ساتھ بطورِ مقدّمہ ملایا جاتا ہے، پہلے مقدّمے کو صُغریٰ اور دوسرے کو کُبریٰ کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر اِن کے ذریعے ایک نتیجہ (Result) حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر یوں کہا جائے کہ 1 زید عطاری ہے اور 2 ہر عطاری قادری ہے۔ تو اِن دونوں باتوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زید قادری (بھی) ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عِلمِ مَنْطق کا استِعمال کرتے ہوئے مذکورہ شعر کے ایک ہی مِصْرعے میں صُغریٰ، کُبریٰ اور نتیجہ کو ذکر فرما کر اَربابِ علم و فن کو حیران کر دیا ہے۔

مذکورہ شعر میں مَنطق کا استعمال ملاحظہ ہو:

دو مقدّمے: (صُغریٰ): ہم ہیں اُن کے (یعنی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے)۔ (کُبریٰ): وہ (یعنی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہیں تیرے۔

نتیجہ: تو ہوئے ہم تیرے۔

خالق و مخلوق کے درمیان وَسیلہ: یہ حقیقت ہے کہ اَنبیا و مُرسلین علیہمُ السَّلام اللہ پاک اور اُس کے بندوں کے درمیان واسِطہ اور وَسیلہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام قاضی عِیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اِرشاد فرماتے ہیں: فَالْاَنْبِیَاءُ وَالرُّسُلُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَسَائِطُ بَیْنَ اللہِ تَعَالٰی وَبَیْنَ خَلْقِہٖ یعنی انبیا و رُسُل علیہمُ السَّلام اللہ پاک اور اُس کی مخلوق کے درمیان واسِطہ و وَسیلہ ہیں۔ (الشفاء، 2/95)

حضرتِ آدم علیہ السَّلام اور عالَم کا وَسیلہ: جب حضرتِ سیّدُنا امام مالِک رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ ابو جعفر منصور نے دریافت کیا کہ میں (سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ اَقدس پر حاضری کے موقع پر) قِبلے کی طرف مُنہ کرکے دُعا مانگوں یا سرورِ ذیشان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف رُخ رکھوں؟ تو سیّدُنا امام مالِک رحمۃ اللہ علیہ نے اِرشاد فرمایا: وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ فَهُوَ وَسِیْلَتُكَ وَوَسِیْلَةُ اَبِیْكَ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَى اللهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے تم کیونکر منہ پھیر سکتے ہو؟ حالانکہ وہ تو بروزِ قیامت اللہ پاک کے ہاں تمہارے اور تمہارے والد حضرتِ آدم علیہ السَّلام کے لئے وَسیلہ ہیں۔ (شرح الشفاء للقاری، 2/72)

سب کی ہے تم تک رَسائی   بارگہ تک تم رَسا ہو

(حدائقِ بخشش، ص342)

(1) یہ شعر اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش (ص171، مطبوعہ مکتبۃُ المدینہ)" سے لیا گیا ہے۔

* مُدرِّس جامعۃ المدینہ، فیضانِ اولیا، کراچی

تاجرِ صحابۂ کرام قسط:04
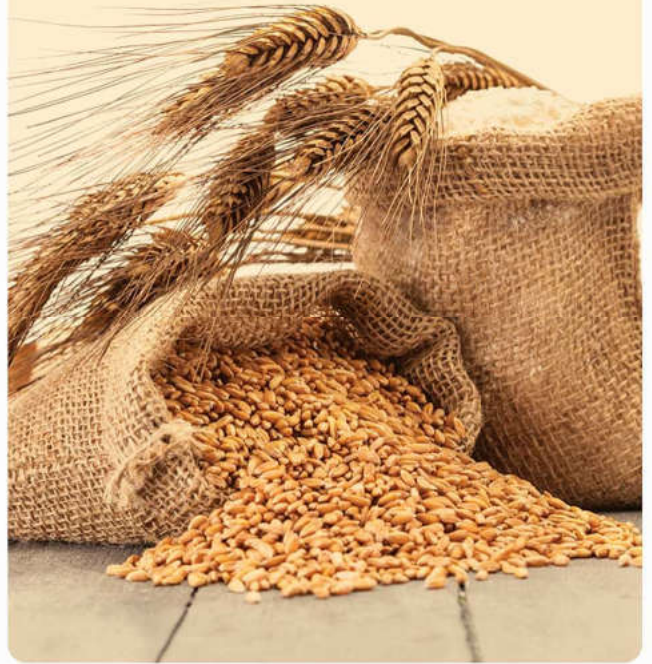
عبدالرحمٰن عطّاری مَدَنی*

حضرت نَوْفَل بن حارث رضی اللہ عنہ

تاجر صحابہ میں حضرت سیّدُنا ابُو الحارِث نَوْفَل بن حارث بن عبد المطّلِب ہاشمی رضی اللہ عنہ بھی ہیں، آپ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا کے بیٹے، قبیلۂ قریش کے مالدار، سخی اور بہادُر لوگوں میں سے تھے۔ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عبّاس اور حضرت نَوْفَل رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا اور یہ دونوں حضرات زمانۂ جاہلیت میں کاروباری شریک (Business partner) بھی تھے۔ آپ نیزوں کے تاجر تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے غزوۂ بَدْر میں مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی۔ جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے مگر آپ کی قوم نے زبردستی جنگ میں بھیجا پھر جب بدر میں کفار کو شکستِ فاش ہوئی اور زندہ بچ جانے والوں میں سے ستّر کو قیدی بنالیا تو ان قیدیوں میں آپ بھی تھے۔ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ نے فدیہ دے کر آپ کو چھڑایا پھر آپ اسلام لے آئے۔ ایک قول یہ ہے کہ اپنی رِہائی کا عِوَض آپ نے خود ادا کیا۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ جب والد صاحب کو جنگِ بدر کے موقع پر قیدی بنا کر لایا گیا تو رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنا فدیہ ادا کرو تو آپ نے کہا: میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے ذریعے میں فدیہ ادا کروں؟ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنا فدیہ اُن نیزوں کے ذریعے ادا کرو جو جُدّہ (بحرِ یمن کے ساحل پر ایک شہر) میں ہیں۔ یہ سُن کر آپ حیران ہوگئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم! اللہ پاک کے بعد میرے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ جُدّہ میں میرے نیزے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے فدیے میں ہزار نیزے دیئے۔ آپ نے غزوۂ حُنَین کے موقع پر تین ہزار نیزے پیش کئے تو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے ابو الحارث! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے نیزے مشرکوں کی پیٹھوں کو توڑ رہے ہیں۔ (الاعلام للزرکلی، 8/54، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 4/75، التراتیب الاداریہ، 2/55)

حضرت سیّدُنا سِیمَوَیْہِ بَلْقاوِی رضی اللہ عنہ

تاجر صحابہ میں حضرت سیّدُنا سِیمَوَیْہِ بَلْقاوِی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ پہلے عیسائی مذہب پر تھے، مدینۂ طیّبہ میں تجارت کی غرض سے (گندم لے کر) آئے اور مسلمان ہو گئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ہم بَلْقاء سے مدینۂ منوّرہ گندم لے کر آئے اور ہم نے اسے بیچ کر کھجوریں خریدنا چاہئیں لیکن ہمیں اس سے روک دیا گیا، چنانچہ ہم یہ مسئلہ لے کر سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے روکنے والوں سے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ یہ لوگ تم سے مہنگے داموں کھجوریں خرید کر بدلے میں کم قیمت میں غلّہ دے رہے ہیں۔ آپ نے 120 سال کی طویل عمر پائی۔ (الاصابۃ، 3/197)

*تاجر اسلامی بھائی

اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

ایک ہی چیز مختلف کسٹمرز کو مختلف قیمت پر بیچنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دوکاندار اپنا سامان فروخت کرتے ہیں تو ہر کسٹمر کے لیے ان کا الگ الگ ریٹ ہوتا ہے، کسی کسٹمر سے دس بیس روپے زیادہ لیتے ہیں اور دوسرے کسٹمر کو وہی چیز سستی بیچ دیتے ہیں، گاہک جھگڑتا ہے تو اس کو اور سستا کر دیتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: بیچنے والا اپنی چیز کا مالک ہے وہ جتنے کی چاہے بیچ سکتا ہے جبکہ خریدار کو دھوکا نہ دیا جائے۔ البتہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کے ریٹ حکومت کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں، ان چیزوں کو ان کے مقرر کردہ ریٹ پر ہی بیچنا ضروری ہے کیونکہ قانون کی پاسداری کرنا لازم ہے لیکن بہت ساری چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں یہ قانون نہیں ہوتا، جیسے کپڑے، فرنیچر وغیرہ جن کے ریٹ مقرر نہیں ہوتے تو ان چیزوں میں یہ کاروباری ٹول استعمال ہوتا ہے کہ "جیسا گاہک ویسا بھاؤ۔" اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ نیز بارگیننگ کرنا بھی خریدار و دکاندار کا حق ہے نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بھاؤ کم کروانا ثابت ہے اگر بھاؤ کم ہی نہ ہو سکتا تو نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ثابت کیسے ہوتا۔

حدیثِ پاک میں ہے: "حضرت سوید ابنِ قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور مخرفہ عبدی مقام ہجر سے کپڑا لائے ہم اسے مکۂ معظمہ میں لائے تو ہمارے پاس رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پاپیادہ چلتے ہوئے تشریف لائے تو ہم سے پاجامہ کا بھاؤ چکایا۔ ہم نے وہ آپ کے ہاتھ بیچ دیا وہاں ایک شخص تھا جو مزدوری پر تول رہا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا تول دو اور نیچا تولو۔ (ترمذی، 52/3، حدیث: 1309)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "بھاؤ چکانے کا مطلب یہ ہے کہ بھاؤ طے کر کے خرید لیا۔ (مرقات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود دوکان پر جانا اور تاجر کی منہ مانگی قیمت نہ دینا بلکہ اس سے طے کرنا کچھ کم کرانا سنّت ہے، اگرچہ اپنے خدام سے ہی خرید کی جائے اس بھاؤ تاؤ کرنے میں عار نہیں۔

آپ علیہ الرحمہ مزید لکھتے ہیں: "چونکہ اس زمانہ میں نوٹ تو تھے نہیں درہم کا عام رواج تھا جن کے گننے میں بہت وقت لگتا ہے اس لیے تول کر ادا کئے جاتے تھے، درہم تولنے والا تاجر کی طرف سے مقرر ہوتا تھا جس کی اجرت (تولائی) خریدار کے ذمہ ہوتی تھی۔" (مراٰۃ المناجیح، 524/4)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "بھاؤ کے لئے حجت کرنا بہتر ہے بلکہ سنّت۔ سوا اس چیز کے جو سفرِ حج کے

* دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر، کراچی

لئے خریدی جائے اس میں بہتر یہ ہے کہ جو مانگے دے دے۔" (فتاویٰ رضویہ، 17/128)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

لنڈے کی پینٹ میں ڈالر نکلا تو اس کا کیا کرنا ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے لنڈے کی پینٹ خریدی جس میں سے ایک ڈالر نکلا۔ یہ ارشاد فرمائیں کہ اس ڈالر کا کیا جائے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: یہ ڈالر لقطے کے حکم میں ہے لہٰذا اس ڈالر کو صدقہ کرتے ہوئے کسی بھی نیک کام میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اگر زید شرعی فقیر ہے تو وہ خود بھی رکھ سکتا ہے۔ لنڈے کے کپڑے فروخت کے لئے عموماً بیرونِ ملک سے لائے جاتے ہیں لہٰذا قرائن سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کپڑوں میں ملنے والی غیر ملکی کرنسی ان لوگوں کی ہے جو بیرونِ ملک ان کپڑوں کے مالک تھے اور ان تک پہنچنا اب ناممکن ہے لہٰذا ان پیسوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے مکان خریدا اور اس کی دیوار میں دراہم نکلے تو اگر مکان بیچنے والا کہے کہ یہ میرے ہیں تو اس کو دے دیئے جائیں ورنہ لقطہ ہیں۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "مکان خریدا اس کی دیوار وغیرہ میں روپے ملے اگر بائع کہتا ہے یہ میرے ہیں تو اسے دیدے ورنہ لقطہ ہے۔"

(بہارِ شریعت، 2/483، ردالمحتار علی الدرالمختار، 6/437)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سُنار کا سونے کی مردانہ انگوٹھی بنانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں سونے کا کاریگر ہوں، کیا میرے لیے سونے کی مردانہ انگوٹھی یا سونے کے بٹن بنانا، جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ جن چیزوں کا استعمال جائز نہیں ان چیزوں کو بنانا بھی جائز نہیں اور جن چیزوں کا استعمال جائز ہے ان کا بنانا بھی جائز ہے، ایسے معاملات میں ہمیشہ اس اصول کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "یہ اصل کلی یاد رکھنے کی ہے کہ بہت جگہ کام دے گی۔ جس چیز کا بنانا، ناجائز ہوگا اسے خریدنا کام میں لانا بھی ممنوع ہوگا اور جس کا خریدنا کام میں لانا منع نہ ہوگا اس کا بنانا بھی ناجائز نہ ہوگا۔" (فتاویٰ رضویہ، 23/464)

مرد کے لئے چاندی کی صرف ایک انگوٹھی پہننا جائز ہے اور اس میں بھی یہ ضروری ہے کہ چاندی کا وزن ساڑھے چار ماشے سے کم ہو، اس میں ایک نگینہ بھی ہو، ایک سے زائد نگینے بھی نہ ہوں اور بغیر نگینے والی بھی نہ ہو۔ اس کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی، چَین، یا چھلہ وغیرہ نہیں پہن سکتا۔

اس تمام تفصیل سے واضح ہوگیا کہ سونے کی انگوٹھی پہننا بھی مرد کے لئے جائز نہیں لہٰذا سُنار کا مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی بنانا بھی جائز نہیں۔

جہاں تک سونے کے بٹن بنانے کی بات ہے تو فقہائے کرام نے کپڑوں میں سونے کے بٹن لگانے کی اجازت دی ہے کیونکہ یہ لباس کے تابع ہیں لہٰذا سونے کے بٹن بنانا بھی جائز ہے البتہ بٹن کے ساتھ چین لگانے کی اجازت نہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے: "سونے چاندی کے بٹن کُرتے یا اچکن میں لگانا، جائز ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔ یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔" (بہارِ شریعت، 3/415)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

فاروقِ اعظم اور نماز کی محبّت

عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ سے اِستفسار فرمایا: تم وِتر کی نماز کب پڑھتے ہو؟ عرض کی رات کے ابتدائی حصے میں، پھر آقا صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ سے استفسار فرمایا: تم وِتر کی نماز کب پڑھتے ہو؟ عرض کی: رات کے آخری حصے میں، پیارے آقا صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق رضیَ اللہُ عنہ کے لئے ارشاد فرمایا: انہوں نے احتیاط کو اختیار کیا، پھر حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ کیلئے فرمایا: انہوں نے طاقت کو اختیار کیا۔[1]

اے عاشقانِ نماز! حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ جہاں اپنے نفس پر سختی کرتے ہوئے انفرادی عبادات بجالاتے تھے وہیں اجتماعی عبادات کی بھی ترغیب دلاتے تھے بلکہ عبادات کے معاملے میں لوگوں کی خامیاں اور کوتاہیاں دور کرتے اور اصلاح کرتے ہوئے بھی نظر آتے تھے۔ آیئے! چند واقعات پڑھتے ہیں:

پانی کا برتن سِرہانے: آپ رضیَ اللہُ عنہ صلوٰۃُ اللیل کا خوب اہتمام کرتے تھے جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو گھر والوں کو حکم دیتے کہ میرے سِرہانے پانی سے بھرا ہوا برتن رکھ دیں، پھر آرام کرتے اور رات میں اٹھ کر پانی سے ہاتھ منہ صاف کرتے اور ذِکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے پھر سو جاتے یہاں تک کہ وہ گھڑی آجاتی جس میں نیند سے بیدار ہو کر آپ رضیَ اللہُ عنہ نماز پڑھا کرتے تھے۔[2]

رات کا درمیانی حصہ: بعض روایتوں میں ہے: آپ رضیَ اللہُ عنہ کو رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھنا پسند تھا۔[3]

نماز سے پہلے دُعا: فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ جب رات میں (عبادت کیلئے) کھڑے ہوتے تو یوں دعا کرتے: اے اللہ! تُو میری جگہ کو بھی دیکھ رہا ہے اور میری ضرورت کو بھی جانتا ہے تُو مجھے میری حاجت پوری کر کے لوٹانا کہ کامیاب اور نجات یافتہ ہو جاؤں اور دعائیں مقبول ہو جائیں کہ تو نے میری مغفرت کر دی ہو اور مجھ پر رحم کر دیا ہو، اس کے بعد نماز شروع کرتے۔[4]

گھر والوں کو جگاتے: رات میں جس قدر ربِّ کریم چاہتا آپ رضیَ اللہُ عنہ نماز پڑھتے رہتے حتّٰی کہ رات کے آخری حصے میں اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے: نماز، پھر یہ آیت تلاوت کرتے: ﴿ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَاؕ-لَا نَسْــٴَـلُكَ رِزْقًاؕ-نَحْنُ نَرْزُقُكَؕ-وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى(۱۳۲) ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لیے۔[5]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم: ”جس نے وُضو کیا اور اچھی طرح ہر عُضْو کو دھویا پھر مسجدِ قُبا میں آیا اور نماز پڑھی تو اس کے لئے عمرے کا ثواب ہے“ اسی ثواب کو پانے کیلئے حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ ہر پیر اور جمعرات کو مسجدِ قُبا آیا کرتے اور وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ اگر یہ مسجد دور دراز کنارے پر بھی ہوتی تو ضرور ہم اونٹوں پر اس کی طرف جاتے۔[6]

* مُدَرِّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

ادائے مصطفٰے صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم: فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ ذُوالحُلَیفہ کے مقام پر دو رکعت پڑھ رہے تھے، کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں وہی کر رہا ہوں جو رسولُ اللہ صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کو کرتے ہوئے دیکھا۔[(7)]

صَف میں خالی جگہ: فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ جب دو صفوں کے درمیان سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اگر درمیان میں کوئی جگہ خالی دیکھتے تو فرماتے: اسے بھر دو۔ اگر خالی جگہ نظر نہ آتی تو آگے بڑھ جاتے اور تکبیر کہتے پھر پہلی رکعت میں کبھی سورۂ یُوسف کی تِلاوت کرتے تو کبھی سورۂ نَحل یا اس کے برابر بڑی سُورت کی یہاں تک کہ لوگ جماعت میں شامل ہوتے رہتے۔[(8)]

رونے کی آواز: حضرت عبدُاللہ بن عمر رضیَ اللہُ عنہُما فرماتے ہیں: میں نے فاروقِ اَعظم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے تین صفوں کے پیچھے سے آپ کے رونے کی آواز سنی ہے۔[(9)]

نمازیوں کی خبر گیری: ایک بار حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ نے صبح کی نماز میں حضرت سلیمان ابن ابی حَثْمہ رضیَ اللہُ عنہ کو نہ پایا پھر آپ بازار تشریف لے گئے راستے میں ان کا گھر پڑتا تھا آپ رضیَ اللہُ عنہ نے ان کی والدہ سے پوچھا: میں نے سلیمان کو فجر میں نہیں پایا؟ وہ بولیں: وہ تمام رات نماز پڑھتے رہے پھر ان کی آنکھ لگ گئی، فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ نے فرمایا: میں فجر کی جماعت میں حاضر ہو جاؤں یہ مجھے تمام رات کھڑے رہنے سے پیارا ہے۔[(10)]

نماز کی اہمیت اُجاگر کرتے: آپ رضیَ اللہُ عنہ نے اپنے صوبوں کے گورنروں کے پاس فرمان بھیجا: تمہارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے، جس نے نماز دُرست طریقے سے اور پابندیِ وقت کے ساتھ پڑھی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اُسے ضائع کیا وہ دیگر (عبادات) کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔ جو عشاء سے پہلے سو جائے خدا کرے اس کی آنکھیں نہ سوئیں، جو سو جائے اس کی آنکھیں نہ سوئیں، جو سو جائے اس کی آنکھیں نہ سوئیں۔[(11)]

تراویح کی دھوم دھام فاروقِ اعظم کی یادگار: رمضان میں ایک رات حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ مسجد میں گئے دیکھا کہ تراویح کی نماز کچھ لوگ اکیلے پڑھ رہے ہیں اور کچھ جماعت کے ساتھ پڑھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا: اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری پر جمع کر دیتا تو بہتر تھا پھر آپ نے حضرت اُبَیّ بن کَعب رضیَ اللہُ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر کر دیا، دوسری رات یہ دیکھ کر کہ لوگ ایک ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں ارشاد فرمایا: یہ بڑی اچھی بدعت ہے۔[(12)]

بوقتِ شہادت نماز: 26 ذوالحجہ 23 ہجری بروز بدھ فجر کی نماز میں آپ رضیَ اللہُ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ شدید زخمی ہو گئے مسلسل خون بہنے کے سبب آپ رضیَ اللہُ عنہ پر غشی طاری ہو گئی، جب ہوش آیا تو حضرت عبدُاللہ بن عمر رضیَ اللہُ عنہُما کہتے ہیں: میں نے فاروقِ اعظم کا ہاتھ تھام لیا، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے پیٹھ پیچھے بٹھا لیا، وُضو کیا اور نمازِ فجر ادا کی۔ ایک روایت میں ہے: جب آپ رضیَ اللہُ عنہ کو ہوش آیا تو پوچھا: لوگوں نے نمازِ فجر ادا کر لی ہے؟ بتایا گیا: سب نے نماز ادا کر لی ہے، ارشاد فرمایا: تارکِ نماز حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ رضیَ اللہُ عنہ نے وضو کیا اور نمازِ فجر ادا کی۔ آپ رضیَ اللہُ عنہ کی تدفین یکم محرم 24 ہجری بروز اتوار کو ہوئی۔[(13)]

---

(1) ابو داؤد، 2/94، حدیث: 1434 (2) الزھد للامام احمد، ص 147 (3) طبقات ابن سعد، 3/217 (4) کنز العمال، جز2، 1/285، حدیث: 5036 ملخصاً (5) پ16، طٰہٰ: 132، موطأ امام مالک، 1/123، حدیث: 265 (6) طبقات ابن سعد، 1/188 مفہوماً (7) نسائی، ص 247، حدیث: 1434 (8) احیاء العلوم، 5/226 (9) حلیۃ الاولیاء، 1/88 (10) موطأ امام مالک، 1/134، حدیث: 300 ملخصاً (11) موطأ امام مالک، 1/35، حدیث: 6 ملتقطاً (12) بخاری، 1/658، حدیث: 2010 ملخصاً (13) طبقات ابن سعد، 3/268، فیضان فاروق اعظم، 1/761 ملخصاً۔

تَلَفُّظ درست کیجئے
Correct Your Pronunciation

غلط تَلَفُّظ	صحیح تَلَفُّظ
اِخْلاق	اَخْلاق
اَدارہ	اِدارہ
اَشراق	اِشراق
اَفطار / اَفْطاری	اِفطار / اِفطاری
اِنْقَطاع / اَنْقَطاع	اِنْقِطاع

(اردو لغت جلد 1)

مزار حضرت ابومَدْیَن شعیب مغربی

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مَدَنی*

مُحَرَّمُ الْحَرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عرس ہے، ان میں سے 50 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" محرمُ الحرام 1439ھ تا 1441ھ کے 3 شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 14 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

مزار حضرت حافظ محمد طاہر بندگی

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان: (1) جلیلُ القدر بدری صحابی حضرت سیّدُنا ابو عُمیر سعد بن عُبیدُ القاری رضی اللہ عنہ کی پیدائش اَنصار کے قبیلہ "اَوْس" میں ہجرت سے 49 سال پہلے ہوئی اور محرم 15 ہجری جنگِ قادِسِیَّہ میں شہید ہوئے۔ آپ حافظِ قراٰن تھے اور آپ کا شمار اُن چار انصاری صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے زمانۂ نبوی میں جمعِ قراٰن کی سعادت پائی۔ بدر سمیت تمام غَزوات میں شریک رہے اور عرصۂ دراز تک مسجدِ قُبا میں امامت بھی فرمائی۔[1] (2) حضرت سیّدُنا عمرو بن عثمان قرشی تیمی رضی اللہ عنہ مکۂ مکرمہ کے رہائشی، قدیمُ الاسلام صحابی اور حبشہ و مدینۂ منوّرہ ہجرت فرمانے والے ہیں۔ آپ محرم 15ھ کو جنگِ قادِسِیَّہ میں شہید ہوئے۔ جنگِ قادسیہ خلافتِ فاروقِ اعظم میں محرم 14 یا 15ھ میں حضرت سیّدُنا سعد بن ابی وقاص کی کمانڈ میں لڑی گئی۔[2]

اولیاو مشائخ کرام رحمہمُ اللہ السَّلام: (3) شیخُ العارفین حضرت سہل بن عبدُ اللہ تُستَری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تُستَر (بصرہ) عراق میں 200ھ میں ہوئی اور محرم 283ھ میں وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، عالمِ نبیل، مُفَسِّرِ قراٰن، محدّثِ جلیل، صاحبِ کرامات اور تفسیرُ التستری سمیت کئی کُتُب کے مصنف ہیں۔[3] (4) شیخُ الشُّیُوخ حضرت ابومَدْیَن شعیب مغربی تِلِمسانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ 520ھ کو قطنیانہ (نزد اشبیلیہ) اندلس (Spain) یورپ میں پیدا ہوئے اور 28 محرم 590ھ کو الجزائر (براعظم افریقہ) میں وصال فرمایا، مزار مبارک عُبّاد مَدْفَنُ الاولیاء (تلمسان) الجزائر میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ آپ عالمِ دین، فیض یافتۂ غوثُ الاعظم شیخ عبدُ القادر جیلانی، صاحبِ کرامات، ولیِ کامل، مصنفِ کُتب، شاعرِ اسلام، بانی سلسلہ قادریہ مغربیہ اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔[4] (5) حضرت شیخ سلیمان بن عَفّان مَنْدَوِی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ روحانی مَراتِب سے مالا مال، عظیم و یکتا ولیِ کامل تھے، سیر و سیاحت کی کثرت کی بدولت کئی نعمتیں حاصل کیں، مریدوں کی اصلاح و تربیت میں بہت کوشش فرماتے تھے۔ آپ کا وصال 14 محرم 944 کو دہلی میں ہوا، پُرانی دہلی میں خواجہ بختیار کاکی کے مزار کی پچھلی جانب آپ کا مزار ہے۔[5] (6) قطبِ لاہور حضرت علامہ حافظ محمد طاہر بندگی قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مَوتی بازار اندرونِ لاہور میں 984ھ میں ہوئی اور 8 محرم 1040ھ کو وِصال فرمایا، مزار مِیانی صاحب قبرستان میں معروف ہے۔ آپ شاہ سکندر کیتھلی کے مرید، حضرت مجدّدِ اَلف ثانی کے خلیفہ، ان کے صاحبزادگان کے استاذ، بہترین کاتب اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ تھے۔[6] (7) اشرفُ الاولیاء مولانا سید اشرف حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1260ھ میں کچھوچھہ شریف میں ہوئی اور یہیں 25 محرم 1348ھ کو وصال فرمایا۔ آپ خاندانِ اشرفیہ کے اہم فرد، عالمِ دین، اچھے شاعر، شیخِ طریقت اور خانقاہِ حسینیہ سرکارِ کلاں کے سجادہ نشین تھے۔ آپ شبیہ غوثُ الاعظم حضرت شاہ سیّد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی

* رکنِ شوریٰ و نگران مجلس المدینۃ العلمیہ، کراچی

کے بڑے بھائی تھے۔[7]

مزار حضرت محمد عبدُالواجد فرنگی محلی

مزار حضرت مفتی عبدُالمنان اعظمی

علمائے اسلام رحمھم اللہ السّلام: **8** اُستاذُ العلماء حضرت علّامہ قاضی عبدُ المُقْتَدِر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 702ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں 26 محرم 791ھ کو وصال فرمایا، مزار خانقاہ شیخ عبدُ الصمد دہلی میں ہے۔ آپ جیّد عالمِ دین، فصیح و بلیغ شاعر، ذہین و فطین، صوفیِ کامل، شیخِ طریقت، صاحبِ دیوان شاعر، صاحبِ کرامت ولیُ اللہ تھے۔ قصیدہ ”لَامِیَۃُ الْعَجَم“ آپ کا تحریر کردہ ہے۔[8] **9** قطبُ الدّین حضرت خواجہ محمد یحییٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ دین، جانشینِ خواجہ احرار اور صاحبِ ثَرْوَت تھے۔ 15 یا 17 محرم 906ھ کو شہید ہوئے مزار سمرقند میں اپنے والد کے مَرْقَد کے قریب ہے۔[9] **10** جامعِ علم و معرفت حضرت شیخ احمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1175ھ میں صاءُ الْحَجَر (صوبہ غربیہ) مصر میں ہوئی اور 7 محرم 1241ھ کو وصال فرمایا، تدفین مدینۂ منوّرہ میں ہوئی۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضل جامعۃُ الاَزہر، مُفَسِّرِ قراٰن، سلسلۂ خَلْوَتِیَہ کے شیخِ طریقت، استاذُ العلماء، صاحبِ کرامات اور ولیِ شہیر تھے۔ سَترہ (17) کُتُب میں سے ”حَاشِیَۃُ الصَّاوِی عَلٰی تَفْسِیْرِ الْجَلَالَیْن“ علما میں معروف ہے۔[10] **11** نبیرۂ بحرُ العلوم حضرت مولانا ابوالخیر محمد عبدُ الواجد فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ باعمل اور شاگردِ بحرُ العلوم ہیں۔ مدرسہ بحرُ العلوم مَدْراس (کرناٹک ہند) میں تادمِ وصال (13 محرم 1241ھ) مدرس رہے، مزار مبارک جَدِّ امجد بحرُ العلوم (حضرت علّامہ مولانا عبد العلی) کے پہلو میں مدراس (چینائی، تامل ناڈو، جنوبی ہند) کی مسجد والاشاہی میں ہے۔[11] **12** صاحبِ انوارِ ساطعہ مولانا محمد عبدُ السمیع بیدل انصاری رام پوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رام پور منہیاراں (ضلع سہارن پور یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ جید عالم، مصنفِ کتب، شاعرِ اسلام اور سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے شیخِ طریقت تھے۔ یکم محرم 1318ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک مخدوم شاہ ولایت قبرستان میرٹھ (یوپی) ہند میں ہے۔ اپنی کتاب ”انوارِ ساطعہ دربیانِ مولود و فاتحہ“ کی وجہ سے معروف ہیں۔[12] **13** خاندانِ غوثُ الاعظم کے بُزرگ حضرت شیخ محمد بشیر بن ہاشم خطیب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1328ھ کو دمشق میں ہوئی اور 2 محرم 1382ھ کو وصال فرمایا، تدفین بابُ الصّغیر قبرستان دمشق میں ہوئی، آپ حافظِ قراٰن، عالمِ دین، صوفیِ باصفا، ادیب و شاعر اور سلسلہ قادریہ کے شیخِ طریقت، جامع مسجد اُموی کے خطیب و مدرس تھے۔[13] **14** بحرُ العلوم حضرت علّامہ مفتی عبدُ المنان اعظمی رضوی مصباحی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1344ھ مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 14 محرم 1434ھ کو وصال فرمایا، آپ بہترین مدرس، مفتی، مصنف، شاعر، خطیب، مجازِ طریقت اور استاذُ الاَساتِذہ تھے۔ 20 تصانیف میں سے فتاویٰ بحرُ العلوم (6 جلدیں) آپ کی محنتوں کا ثمر (پھل) ہے۔ آپ نے بانیِ دعوتِ اسلامی امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری کو بھی سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت عطا فرمائی۔[14]

---

(1) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 3/57، الاستیعاب، 2/165 (2) طبقاتِ ابنِ سعد، 4/96، الاستقصا لاخبار دول المغرب، 1/81 (3) سیر اعلام النبلاء، 10/647، اعلام للزرکلی، 3/143 (4) جمالیۃ التصوف فی شعر سیدی ابی مدین الغوث، ص24 تا 26، وفیات الاخیار، ص47 (5) اخبار الاخیار فارسی، ص221 (6) تذکرۂ اولیائے پاکستان، 2/272 تا 277 (7) حیات مخدوم الاولیاء، ص22 تا 42 (8) اخبار الاخیار مترجم، ص326 (9) خواجہ عبیداللہ احرار، ص123 (10) شرح الصاوی علیٰ جوہرۃ التوحید، ص14 تا 21 (11) تذکرہ علمائے فرنگی محلی، ص141، 143 (12) نورِ ایمان، ابتدائیہ، تذکرۂ علمائے اہلسنت، ص167 (13) اتحاف الاکابر، ص443 (14) فتاویٰ بحر العلوم، 1/15، ماہنامہ کنزالایمان دہلی دسمبر 2013، ص11۔

تعزیت و عیادت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے Video اور Audio پیغامات کے ذریعے دکھیاروں اور غم زدوں سے تعزیت اور بیماروں سے عیادت فرماتے رہتے ہیں، ان میں سے منتخب پیغامات ضروری ترمیم کے بعد پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضرت علّامہ عبدُ الرّزّاق بھترالوی کے انتقال پر تعزیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادری رضوی عُفِیَ عَنْہُ کی جانب سے حافظ قاضی عبدُ الماجد، حافظ قاضی عبدُ الباسط اور حافظ قاضی عبدُ الوسیع کی خدمات میں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھے اطلاع ملی کہ آپ صاحبان کے والدِ محترم جامعُ المعقول والمنقول، مفسّرُ القراٰن، شیخُ الحدیث حضرت علّامہ مولانا عبدُ الرّزّاق بھترالوی 19 شوّالُ المکرم 1441 سنِ ہجری کو 74 سال کی عمر میں اسلام آباد میں انتقال فرما گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔ میں حضرت کے داماد علّامہ اسحاق ہزاروی اور تمام محبین، معتقدین اور جملہ سوگواروں سے تعزیت اور صبر و ہمت سے کام لینے کی تلقین کرتا ہوں۔

یاربَّ المصطفٰے جَلَّ جَلَالُہٗ وَ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! حضرت علّامہ مولانا عبدُ الرّزّاق بھترالوی کو غریقِ رحمت فرما، یااللہ! انہیں بے حساب مغفرت سے مشرف فرما، جنّتُ الفردوس میں اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوس نصیب فرما، یااللہ! ان کے دَرَجات کو بلند فرما، دینی خدمات کو قبول فرما، اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن! ان کے مزار پر اَنوار و تجلیات کی برسات ہو، یااللہ! ان کی قبر جنّت کا باغ بنے، رحمت کے پھولوں سے ڈھکے، نورِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے تاحشر جگمگاتی رہے، یااللہ! قبر کی وحشت، تنگی، گھبراہٹ دور فرما، تاحدِ نظر قبر وسیع ہو جائے، اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن! تمام سوگواروں کو صبرِ جمیل اور صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرما، مولائے کریم! میرے پاس جو کچھ ٹوٹے پھوٹے اعمال ہیں اپنے کرم کے شایانِ شان ان کا اجر عطا فرما، یہ سارا اجر و ثواب جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عنایت فرما، بوسیلۂ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ سارا ثواب حضرت علّامہ مولانا عبدُ الرّزّاق بھترالوی سمیت ساری اُمّت کو عنایت فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(دُعا کے بعد امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے حضرت کے ایصالِ ثواب کے لئے سُنَنِ دارمی شریف سے ایک حدیثِ پاک بیان فرمائی:) اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کے متعلق پوچھا گیا جن میں سے ایک عالِم تھا جو فرض نَماز پڑھ کر بیٹھ جاتا اور لوگوں کو علم سکھاتا جبکہ دوسرا شخص دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ان دونوں میں

افضل کون ہے؟ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: وہ عالم جو فرض پڑھ کر بیٹھ جاتا اور لوگوں کو علمِ دین سکھاتا اس کی فضیلت دن کو روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے والے عابد یعنی عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں ادنیٰ (یعنی کم مرتبہ شخص) پر ہے۔ (دارمی، 1/109، حدیث:340) مرقاۃ وغیرہ میں ہے: علم سے مراد علمِ دین سکھانا ہے، چاہے تدریس (یعنی پڑھانے) کے ذریعے ہو یا کتابیں وغیرہ تحریر کرنے یا کسی اور ذریعے سے۔

(مرقاۃ المفاتیح، 1/510، تحت الحدیث:250، مراٰۃ المناجیح، 1/216)

تعزیت و عیادت کے پیغام علما و مشائخ کے نام

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے بنگلہ دیش کے بُزرگ عالمِ دین، حضرت علّامہ مولانا قاضی نورُ الاسلام ہاشمی (چٹ گام، بنگلہ دیش) کے انتقال[1] پر حضرت کے جملہ سوگواروں سے ✿ پیرِ طریقت، حضرت پیر سیّد کبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مُجدّدی کے انتقال[2] پر حضرت کے شہزادگان صاحبزادہ سیّد احمد مصطفین حیدر شاہ، صاحبزادہ سیّد احمد ثَقَلَین شاہ، صاحبزادہ سیّد احمد سبطین شاہ اور حضرت کے بھائی جان حضرت پیر سیّد شبیر علی شاہ سمیت تمام مریدین، محبین، معتقدین اور جملہ سوگواروں سے ✿ حضرت علّامہ احمد علی فریدی کے انتقال[3] پر محمد ظفر فریدی اور محمد نوید فریدی سے ✿ حضرت مفتی شفقات احمد نقشبندی (خلیفۂ مجاز آستانۂ عالیہ حُضور شیخُ الحدیث علی پور چٹھہ) کے صاحبزادگان حافظ مظہر سعد سعیدی، اظہر سعد سعیدی، ظفر سعد سعیدی اور قمر سعد سعیدی کی امّی جان کے انتقال پر تمام سوگواروں سے ✿ حضرت علّامہ مولانا عبدُ التّواب صدیقی اچھروی کے انتقال[4] پر حضرت کے شہزادگان حضرت مولانا ظلِ عمر صدیقی، محمد ابو بکر صدیقی، عثمان صدیقی، حضرت مولانا علی صدیقی اور حضرت کے بھائی جان محمد ظفر صدیقی سے ✿ پیرِ طریقت، شیخُ الحدیث حضرت مفتی صوفی علی شیر سکندری قادری (مہتمم مدرسہ حزبُ الاسلام) کے انتقال[5] پر حضرت کے صاحبزادگان مولانا محمد رفیق سکندری قادری، مولانا محمد شفیق سکندری قادری، جناب محمد امین قادری اور جناب محمد خلیق قادری سے ✿ پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا مفتی عبدُ العلیم ہزاروی صدیقی (شیخُ الحدیث والتفسیر دارُ العلوم غوثیہ، کراچی) کے انتقال[6] پر حضرت کے تمام مریدین، محبین اور معتقدین سے ✿ استاذُ العلماء حضرت علّامہ مولانا خاور حسین نقشبندی کے انتقال[7] پر حضرت کے صاحبزادگان حافظ فُضیل، جنید خان، محمد ابراہیم خان، حضرت کے بھائیوں قاری نصیر احمد چشتی، قاری عامر خان، عمران خان، قاری غلام مصطفیٰ اویسی اور حافظ عثمان خان سے ✿ حضرت مولانا حافظ محمد بن تاج کے انتقال[8] پر حضرت مولانا قاری تاج سے ✿ حضرت علّامہ تنویر احمد سیالوی، قاری شفیع قادری اور نعت خواں قاری عمر سیالوی کی امی جان کے انتقال پر ان حضرات سے ✿ محمد امتیاز مدنی کی اِکلوتی دو سال کی مدنی منی اُمِّ حبیبہ کے انتقال پر جملہ سوگواروں سے تعزیت کی اور مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہوئے ایصالِ ثواب بھی کیا، جبکہ مشہور نعت خواں الحاج محمد اویس رضا قادری کے لئے دعائے صحت و عافیت فرمائی اور ان کو صبر و ہمّت کی تلقین بھی کی۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ان کے علاوہ بھی کئی عاشقانِ رسول کے انتقال پر تعزیت، دعائے مغفرت و ایصالِ ثواب کی ترکیب کی، جبکہ کئی بیماروں اور دُکھیاروں کے لئے دُعائے صحت و عافیت فرمائی ہے، تفصیل جاننے کے لئے اس ویب سائٹ "دعوتِ اسلامی کے شب و روز" news.dawateislami.net کا وزٹ فرمایئے۔

(1) تاریخِ وفات:09 شوّالُ المکرم 1441ھ (2) تاریخِ وفات:20 شوّالُ المکرم 1441ھ (3) تاریخِ وفات:06 شوّالُ المکرم 1441ھ (4) تاریخِ وفات:26 شوّالُ المکرم 1441ھ (5) تاریخِ وفات:18 شوّالُ المکرم 1441ھ (6) تاریخِ وفات:24 شوّالُ المکرم 1441ھ (7) تاریخِ وفات:21 شوّالُ المکرم 1441ھ (8) تاریخِ وفات:06 شوّالُ المکرم 1441ھ

یادگار جلوسِ میلاد

(دوسری اور آخری قسط)

مولانا عبدالحبیب عطّاری*

اسٹوڈنٹ اجتماع: یکم (1st) نومبر 2019ء بروز جمعہ نمازِ مغرب کے بعد اسٹوڈنٹ اجتماع کا سلسلہ ہوا جس میں پاکستان سے PHD کرنے کیلئے ہانگ کانگ آنے والے طَلَبہ (Students) کی ایک تعداد شریک ہوئی۔ اس اجتماع میں آخِرت کے امتحان کی تیاری سے متعلق بیان کرنے کی سعادت ملی۔

بیان کے بعد ان طلبہ کے ساتھ کھانا کھانے کا موقع ملا اور اس دوران گفتگو اور سُوال جواب کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اسی گفتگو میں یہ بھی معلوم ہوا کہ کئی پاکستانی طلبہ کو ہانگ کانگ کی حکومت نے اِسکالرشپ پر یہاں بلایا ہے۔ میں نے ان طلبہ کو آن لائن درسِ نظامی (یعنی عالم کورس) کرنے اور دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں حصہ لے کر دین کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائی۔

اگلے دن بروز ہفتہ بھی ہم نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی اور پھر مدنی حلقے کا سلسلہ ہوا۔ تفسیر صِراطُ الجِنان سے تین آیات کا تَرجَمہ و تفسیر پڑھا گیا اور پھر فیضانِ نماز سے دَرْس دیا گیا۔ نماز کے فرائض اور شرائط جو گزشتہ دن سِکھائے گئے تھے ان کی دُہرائی (Revision) کے بعد نماز کا پریکٹیکل کروایا گیا۔ نمازِ چاشت ادا کرنے کے بعد آرام کا موقع ملا۔

اسلامی بہنوں کیلئے بیان: ہفتے کی دوپہر "اسلام میں خواتین کا کردار" کے عنوان پر اسلامی بہنوں کے لئے بیان کرنے کی سعادت ملی جسے اسلامی بہنوں نے پردے میں رہتے ہوئے ہانگ کانگ میں 3 مقامات پر جمع ہو کر سنا۔ اس بیان میں صحابیات اور دیگر بُزرگ خواتین کی دین کے لئے قربانیوں کو بیان کرکے اسلامی بہنوں کو نیکی کی دعوت عام کرنے اور مشکلات پر صبر کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔

پیارے اسلامی بھائیو! دنیا کے دیگر ممالک کی طرح ہانگ کانگ میں بھی اسلامی بھائیوں کے ساتھ ساتھ اسلامی بہنوں میں بھی دعوتِ اسلامی کا مدنی کام جاری ہے۔ ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات، مدنی حلقے، مدرسۃُ المدینہ بالِغات، مدنی دورہ، درسِ فیضانِ سنّت اور دیگر مدنی کاموں کی دھوم دھام ہے۔ ہانگ کانگ میں بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مدنی ماحول کی برکت سے اسلامی بہنوں کی ایک تعداد شرعی پردہ کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔

اجتماعِ میلاد: نمازِ عشاء کے بعد ایک عظیمُ الشّان اجتماعِ میلاد کا سلسلہ ہوا۔ اس اجتماع میں عشقِ رسول کی اہمیت، کسی سے محبت کرنے کی وُجوہات، نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے

نوٹ: یہ مضمون مولانا عبدُ الحبیب عطّاری کے آڈیو پیغامات وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

* رکنِ شوریٰ و نگران مجلس مدنی چینل https://www.facebook.com/AbdulHabibAttari/

اَوصاف و کمالات اور اُمّت پر آپ کے احسانات کے عنوان پر بیان کا موقع ملا۔ اجتماع کے بعد اسلامی بھائیوں کے ساتھ لنگرِ میلاد کھانے کی سعادت ملی۔

جلوسِ میلاد: ہانگ کانگ کی سر زمین پر جُلوسِ میلاد کا آغاز کرنے کا اعزاز دعوتِ اسلامی کو حاصل ہے اور ہمارے سفر کا ایک اہم مقصد بھی جلوسِ میلاد میں شریک ہونا تھا۔ اس سال اَمْن و اَمان کے حوالے سے ہانگ کانگ کے حالات ماضی کی طرح اچھے نہیں تھے لیکن اس کے باوجود یہاں کی حکومت نے دعوتِ اسلامی کو جلوسِ میلاد کی اجازت دی تھی۔ اگلے دن بروز اتوار نمازِ ظہر کے بعد ہم جلوسِ میلاد کے آغاز کے مقام (Starting Point) پر پہنچے تو مختلف عمروں اور الگ الگ رنگ و نسل کے ہزاروں عاشقانِ رسول موجود تھے۔ نعتیں پڑھتے، مرحبا یامصطفےٰ کے نعروں کی دھومیں مچاتے اور نیکی کی دعوت دیتے ہوئے جلوسِ میلاد اپنے مقرّر شدہ راستوں سے ہوتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔

یادگار اجتماع: جلوسِ میلاد کے اختتام پر ایک میدان میں سنّتوں بھرا اجتماع منعقد کیا گیا جس میں شدید گرمی کے باوجود ڈیڑھ سے دو گھنٹے عاشقانِ رسول دھوپ برداشت کرتے ہوئے شریک رہے۔ یہاں مجھے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے ابتدائے اسلام کے واقعات سے متعلق بیان کرنے کا موقع ملا۔ بیان کے دوران حاضرین کو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہنے اور ہانگ کانگ میں نیکی کی دعوت عام کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ اس موقع پر مدرسۃُ المدینہ میں پڑھنے والے ایک مدنی منے کا چائنیز زبان میں بیان بھی ایک یادگار منظر تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کے تحت ہانگ کانگ میں تقریباً 700 بچّے اور بچّیاں قراٰنِ کریم حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ اجتماع کے اختتام پر سرکارِ دو عالَم، حضور نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُوئے مبارک (یعنی بال شریف) کی زیارت کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔

اس موقع پر میرے ساتھ ہانگ کانگ آنے والے تاجر اسلامی بھائیوں کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہانگ کانگ جیسے ملک میں دعوتِ اسلامی کا اتنا زیادہ مدنی کام ہوگا اور ایسا عظیمُ الشّان جلوسِ میلاد نکلے گا۔

پاکستان واپسی: جلوسِ میلاد کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا اور پھر رات تقریباً ساڑھے 12 بجے کی فلائٹ کے ذریعے ہم ہانگ کانگ سے دبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین کے لئے یہ بات دلچسپی کا باعث ہوگی کہ دبئی سے ہانگ کانگ آنے کا سفر 7 گھنٹے جبکہ واپسی کا سفر 9 گھنٹے کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغرب سے مَشرِق کا فَضائی سفر ہوا کے مُوافق ہونے کے باعث جلد طے ہوجاتا ہے جبکہ مَشرِق سے مغرب کی طرف سفر کرتے ہوئے چونکہ ہوا کا رُخ عموماً مخالف ہوتا ہے اس لئے زیادہ وقت لگتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہانگ کانگ اور متحدہ عَرَب اَمارات کے اسٹینڈرڈ ٹائم میں 4 گھنٹے کا فرق ہے یعنی ہانگ کانگ کا وقت عرب امارات سے 4 گھنٹے آگے ہے۔

اللہ کریم ہمارے اس سفر کو قبول فرمائے اور ہانگ کانگ میں دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں کو دن گیارھویں رات بارھویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم
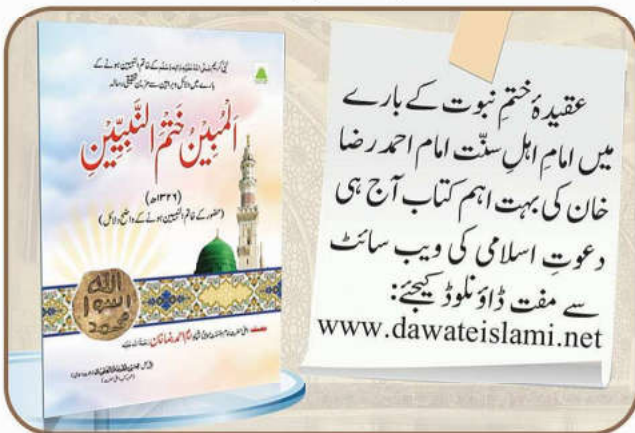
ذہنی دباؤ
(Depression)

ڈاکٹر اُمِّ سارِب عطّاریہ*

ہم سب ہی کبھی نہ کبھی اُداسی اور بیزاری کی کیفیات سے دوچار ہوتے ہیں، لیکن اگر یہ اُداسی و بیزاری ایک سے دو ہفتے میں ٹھیک نہ ہو اور ہماری زندگی کے معمولات میں فرق پڑنا شروع ہو جائے تو اسے ذہنی دباؤ(Depression) کہا جاتا ہے۔

وُجوہات: 1 بعض دفعہ کچھ معاملاتِ زندگی جو تکلیف دہ واقعات پر مُشتمل ہوتے ہیں مثلاً کسی قریبی عزیز کی موت، طلاق(Divorce) ہو جانا، نوکری وغیرہ ختم ہو جانے کے کچھ عرصے بعد اُداسی یا مایُوسی رہنا 2 جسمانی بیماریاں مثلاً کینسر، دل کی بیماریاں یا ایسی تکلیف جو لمبے عرصے سے چل رہی ہو جیسے جوڑوں یا سانس کی بیماریاں 3 بعض لوگوں کو ڈِپریشن ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، اس کی وجہ شخصیّت بھی ہوتی ہے، کبھی بچپن کے حالات و تجرِبات بھی ہوتے ہیں 4 خواتین میں مَردوں کی نسبت ڈِپریشن کے زیادہ اِمکانات (chances) ہوتے ہیں۔

علامات: ضروری نہیں کہ ہر مریض میں یہ تمام علامات (Symptoms) ہوں، لیکن اگر کسی مریض میں ان میں سے کوئی سی کم اَز کم چار علامات ہوں تو وہ ڈپریشن کا شِکار ہے: 1 اُداس اور اَفْسُردہ رہنا 2 جن چیزوں میں پہلے دلچسپی ہو اُن میں دل نہ لگنا 3 جسمانی تھکاوٹ اور کمزوری محسوس کرنا 4 روزمَرّہ کے کاموں میں توجّہ نہ دے پانا 5 اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر سمجھنا یا خود اعتمادی کا کم ہو جانا 6 اپنے آپ کو فُضول اور ناکارہ سمجھنا اور ماضی کی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے خود کو اِلزام دیتے رہنا 7 مستقبل(future) سے مایوس ہو جانا 8 نیند خراب ہونا 9 بھوک نہ لگنا 10 خودکشی(Suicide) کے خیالات آنا یا خودکشی کی کوشش کرنا۔

علاج: بعض دفعہ اتنا شدید ڈپریشن ہو جاتا ہے کہ علاج کے بغیر ٹھیک نہیں ہوتا، جیسے اور بیماریوں کے مریض ہمدردی اور علاج کے مستحق ہوتے ہیں، اسی طرح یہ مریض بھی مدد کے مستحق ہیں نہ کہ مذاق اُڑانے اور تنقید کرنے کے۔

اگر آپ کسی اچھے ماہرِ اَمراضِ دماغ (Psychiatrist) سے رابطہ کریں گے تو کچھ عرصے کے لئے اَدوِیات بہت مددگار ثابت ہوں گی اس کے علاوہ چند تجاویز یہ ہیں: 1 اپنی مدد آپ کے تحت اپنی جذباتی کیفیت کو راز نہ بنائیں یعنی اگر آپ نے کوئی بُری خبر سُنی یا کچھ بُرا ہوا تو اِسے قریبی، قابلِ اعتماد دوست سے شیئر کرلیں 2 بار بار دُہرانے، رو لینے اور اپنے اندر کی کیفیت (situation) جو آپ غم کی وجہ سے

* سندھ گورنمنٹ ہاسپٹل، کراچی

محسوس کر رہے ہیں شیئر کرنے اور اس کے بارے میں بات کرنے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے 3 جسمانی کام، چہل قدمی / وَرْزِش (exercise) کرنے سے صحت اور نیند بہتر ہو جائے گی، مصروف رہیں چاہے گھر کے کام کاج میں 4 اچھی کتابوں کا مُطالعہ کریں[1] 5 اچھا کھانا کھائیں، تازہ پھلوں اور سبزیوں سے وٹامنز کی کمی پوری ہو جاتی ہے 6 شراب نوشی سے دُور رہیں (کہ یہ حرام ہے)، کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ شراب پینے سے ڈپریشن کم ہو جاتا ہے، لیکن حقیقت میں شراب نوشی سے ڈپریشن کی شدّت زیادہ ہو جاتی ہے 7 اگر آپ کو اپنے ڈپریشن کی وجہ معلوم ہے تو اس کو لکھئے اور پھر خود غور کیجئے کہ اسے کیسے حل کیا جا سکتا ہے، یعنی علاج بھی لکھیں 8 مایوس نہ ہوں، اپنے آپ کو یاد دلائیں کہ جن حالات سے آپ گُزر رہے ہیں ان سے اور لوگ بھی گُزر چکے ہیں، اس سے آپ کا ڈپریشن ختم یا کم ہو جائے گا چاہے آپ کو فوراً اس کا احساس نہ ہو۔

اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ہمیں ڈپریشن اور دیگر اَمراض سے محفوظ فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اپنا رُخ کامیابی کے سورج کی طرف کیجئے
ناکامی کے سارے سائے پیچھے رہ جائیں گے

(1) امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رَسائل ”غصّے کا علاج، خودکشی کا علاج، وسوسے اور ان کا علاج“ کا مطالعہ کرنا مفید رہے گا۔

ڈپریشن کا روحانی علاج: فجر کی دو سنّتوں اور ظہر، مغرب و عِشا کے فرضوں کے بعد والی دو سنّتوں میں سُورۂ فاتحہ کے بعد قراٰنِ کریم کی آخری چھ سورتیں اس طرح پڑھئے، پہلی رکعت میں سُورۂ کافِرُون، سُورۂ نَصْر اور سُورۂ لَہَب اور دوسری رکعت میں سُورۂ اِخلاص، سُورۂ فَلَق اور سُورۂ ناس۔ ہر سُورت کی اِبتدا میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھئے (مدّتِ علاج: تا حُصولِ شفا)۔ (مینڈک سوار بچھو، ص27 ملخصاً)

تحریری مقابلے میں مضمون بھیجنے والوں کے نام

مضامین بھیجنے والے اسلامی بھائیوں کے نام: مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی: محمد احمد رضا عطاری (درجہ رابعہ)، دانیال رضا پیروانی (درجہ رابعہ)، ابن احمد عطاری (درجہ سابعہ)، محمد رافع رضا (درجہ سادسہ)، حافظ محمد اسامہ عطاری (درسہ سابعہ)، محمد رئیس (خامسہ)، حسان رضا عطاری (درجہ خامسہ)، **مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ فیصل آباد:** محمد انصر خان عطاری مدنی (مدرّس)، محمد فہد عطاری (دورۂ حدیث شریف)، **مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور:** فہد الیاس (دورۂ حدیث شریف)، عبد اللہ فراز عطاری (درجہ ثالثہ)، **جامعۃُ المدینہ کنز الایمان کراچی:** محمد اریب بن یامین (درجہ ثانیہ)، محمد نجمُ الدین ثاقب (درجہ خامسہ)، **جامعۃُ المدینہ فیضانِ بخاری کراچی:** محمد دانش، محمد اسماعیل عطاری (درجہ ثالثہ)، محمد ابو بکر عطاری (درجہ ثانیہ)، احمد رضا عطاری (درجہ ثانیہ)، حافظ افنان عطاری (درجہ ثانیہ) **متفرق جامعۃ المدینہ (للبنین):** سید تصور حسین شاہ (مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن حیدر آباد)، محمد یاسر (جامعۃ المدینہ فیضان بغداد کراچی)، محمد کاشف اکرم (درجہ خامسہ، جامعۃ المدینہ فیضان جیلان لاہور)، محمد شاف عطاری (درجہ اولی، جامعۃ المدینہ فیضان عثمان غنی گلستان جوہر کراچی)، محمد حسنین عطاری (درجہ ثالثہ، جامعۃ المدینہ فیضان قطب مدینہ)، قیصر عباس عطاری (دورۂ حدیث شریف، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ گجرات) **مضامین بھیجنے والی اسلامی بہنوں کے نام: جامعۃ المدینہ عبد الرزاق حیدر آباد:** بنتِ طالب حسین (فیضانِ شریعت لیول 2)، بنتِ طالب حسین (درجہ ثانیہ)، **جامعۃ المدینہ پاکستانی بیکری حیدر آباد:** بنتِ سلیم، بنتِ بابر حسین انصاری (درجہ خامسہ)، **جامعۃ المدینہ للبنات عشقِ عطار کراچی:** بنتِ عبد الوحید قادری (درجہ ثالثہ)، ہمشیرہ ابو حنظلہ احمد رضا عطاری (درجہ رابعہ) **متفرق جامعۃ المدینہ (للبنات):** ہمشیرہ رئیس عطاری (درجہ ثالثہ، جامعۃ المدینہ اصطار مدینہ)، بنتِ ذو الفقار علی (دورۂ حدیث شریف، جامعۃ المدینہ عبد الغفار منزل حیدر آباد)، بنتِ حسین عطاری (جامعۃ المدینہ امجد الاسلام للبنات دھنوٹ)، بنتِ منصور (درجہ ثالثہ، جامعۃ المدینہ فیضان غزالی کراچی)، بنتِ محمد نواز (درجہ ثالثہ، جامعۃ المدینہ للبنات لاہور)، بنتِ محمد افتخار عطاری (دورۂ حدیث شریف، جامعۃ المدینہ للبنات ٹاؤن شپ لاہور)، بنتِ حوا (دورۂ حدیث شریف، جامعۃ المدینہ للبنات فیصل آباد)، بنتِ محمد اکبر خان (فیضانِ اسلام، یوکے)، بنتِ سلیم عطاری (جامعۃ المدینہ للبنات)، بنتِ اقبال (درجہ ثالثہ)، بنتِ عبد الستار (درجہ ثانیہ)۔

علمائے کرام اور دیگر شخصیات کے تأثرات

1 ابو طاہر مولانا احمد رضا نوری (مہتمم مرکزی دار العلوم غوثیہ، حویلی لکھا، اوکاڑہ): اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" خوفِ خدا، عشقِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، محبتِ اہلِ بیت، صحابہ و اولیاء کا منہ بولتا ثبوت اور روز مرّہ کے مسائل کا حل ہے۔ قارئین کرام! اس مجلّہ کو بنظرِ طائرانہ نہ پڑھیں بلکہ عشقِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور خوشبوئے مدینہ کو دل میں بسا کر پڑھیں اور استفادہ کریں تاکہ دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی حاصل ہو۔

2 مولانا محمد مشتاق احمد (حبیب آباد، قصور): "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی جس سے دل و روح باغ باغ ہوئے۔ موجودہ مسائل پر مفتیانِ کرام کی راہنمائی، صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کا ذکرِ خیر اور خواتین کی شرعی و اخلاقی تربیت بہت عمدہ ہے۔ اس کے مضامین کی وجہ سے پسند کرتا ہوں کہ ہر مہینے اس کو اپنے مطالعے میں رکھوں۔

متفرق تأثرات

3 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں عنوانات کا انتخاب، الفاظ کا چناؤ بہترین انداز میں کیا جاتا ہے۔ اردو کے الفاظ جو مشکل ہیں ان کو سمجھانے کے لئے بریکٹ میں انگریزی الفاظ کا استعمال بہت اچھا ہے کہ اس سے آسانی کے ساتھ مفہوم سمجھا جاسکتا ہے۔ (بنتِ اقبال، ٹیچر، کلفٹن، کراچی)

4 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی برکت سے بچّوں اور بچّیوں کے لئے مختلف انداز سے تربیت کے مدنی پھول ملتے ہیں۔

(امّ جامی، لاہور)

5 میں اور میرے گھر والے بڑے شوق سے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس سے ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ (غلام یٰسین، بہاولپور)

6 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ذریعے سے بہت سے مسائل کے جوابات ملے ہیں۔ سلسلہ "اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل" کے تحت زیادہ سے زیادہ سوالات شامل کرنے کی گزارش ہے۔ (بنتِ محمد ریاض، شاہکوٹ، پنجاب)

7 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا یہ انداز اچھا ہے کہ ہر مہینے کی مناسبت سے بزرگوں کی ولادت یا وصال کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(سہیل، صدر، کراچی)

8 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بہت معلوماتی ہے، اس کے پڑھنے سے کافی چیزیں معلوم ہوتی ہیں اور غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں۔ (بنتِ شہروز، لاہور)

9 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں بیان کردہ باتیں بہت اچھی اور کارآمد ہوتی ہیں۔ تفسیر، حدیث شریف اور اس کی شرح، مومن کی شان، تذکرۂ صالحات اور بھی کئی مفید باتیں، پیاری پیاری نصیحتیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اردو زبان کا بہترین رسالہ ہے۔ (سرمد علی، دولت پور، سندھ)

نئے لکھاری (New Writers)

جامعاتُ المدینہ (دعوتِ اسلامی) کے نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

ناشکری کی مختلف صورتیں

اللہ پاک کی بے شمار بے انتہا نعمتیں ہیں، جو بارش کے قطروں کی طرح برس رہی ہیں ان نعمتوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا، اس کا اعلان اللہ پاک نے اس طرح فرمایا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ14، النحل:18)

ربِّ کریم کی ان بے شمار نعمتوں کے باوجود انسان میں ناشکری کا پہلو پایا جاتا ہے، ناشکری کی مختلف صورتیں ہیں کبھی انسان اعضا کی ناشکری کرتا ہے، کبھی کسی کے مال و اسباب کو دیکھ کر ناشکری میں مبتلا ہوجاتا ہے اور کبھی کسی کا منصب و اقتدار اسے ناشکری میں مبتلا کردیتا ہے۔ **اعضا کی ناشکری کی صورت:** تمام اعضا کو اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبرداری کے کاموں میں استعمال کریں اگر ان اعضا سے نافرمانی والے کام کئے تو یہ اعضا کی ناشکری کہلائے گی۔ **مال و اسباب میں ناشکری کی صورت:** کسی کا مال و مکان دیکھ کر یہ سوچنا کہ فلاں کے پاس تو اتنا مال ہے مگر میں بمشکل دو وقت کی روٹی کھاتا ہوں، فلاں کے پاس تو عالیشان مکان ہے مگر میں تو دو کمروں کے ٹوٹے پھوٹے گھر میں رہتا ہوں۔ **منصب و اقتدار میں ناشکری کی صورت:** اسی طرح کسی کا منصب و اقتدار (Status) دیکھ کر یہ سوچنا کہ اس کے نوکر چاکر ہیں آگے پیچھے گھومتے رہتے ہیں کار میں آتا ہے، وغیرہ وغیرہ اور میرے پاس تو سائیکل بھی نہیں بسوں میں دھکے کھاتا ہوں۔ ناشکری کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس معاملے میں سب سے بڑا عمل دخل نفسانی خواہشات کا بھی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ "انسان کی خواہشات کا پیالہ کبھی نہیں بھرتا کیونکہ اس میں ناشکری کے چھید ہوتے ہیں۔" **علاج:** جن کے ساتھ ایسا معاملہ ہو انہیں چاہئے کہ دنیاوی نعمتوں میں اپنے سے نیچے کی طرف نظر کریں مثلاً موٹر سائیکل کی سہولت ہے تو کار والے کی طرف نظر کرنے کی بجائے سائیکل والے کی طرف نظر کریں، سائیکل والے کو چاہئے کہ پیدل سفر کرنے والے کو دیکھیں، اس طرح ناشکری کا پہلو ذہن میں نہیں آئے گا۔

دوسری طرف شکر کے فضائل پر غور کریں کہ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک اپنے بندوں کو شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے تو پھر اسے نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں فرماتا کیونکہ اس کا فرمان عالی شان ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

(درمنثور، ابراہیم، تحت الآیۃ: 7، 9/5)

ہمیں اپنے ربِّ کریم کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے اور عافیت طلب کرنی چاہئے کہ ہمارے ہزار ہا ہزار گناہ کرنے کے باوجود اللہ پاک ہم سے اپنا رزق نہیں روکتا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نفسِ راضِیَہ نصیب فرمائے، ہمیں اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بنتِ عبدالوحید عطاریہ
درجہ: رابعہ، جامعۃ المدینہ عشقِ عطار (للبنات)، کراچی

صحابۂ کرام کے فضائل

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم امتِ مسلمہ میں افضل اور برتر ہیں، اللہ پاک نے ان کو اپنے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحبت، نصرت اور اِعانت کے لئے منتخب فرمایا، ان نفوسِ قدسیہ کی فضیلت و مدح میں قراٰنِ پاک میں جابجا آیاتِ مبارکہ وارد ہیں جن میں ان کے حسنِ عمل، حسنِ اخلاق اور حسنِ ایمان کا تذکرہ ہے اور انہیں دنیا ہی میں مغفرت اور انعاماتِ اُخروی کا مُژدہ سنا دیا گیا ہے۔ جن کے اوصافِ حمیدہ کی خود اللہ پاک تعریف فرمائے ان کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ ان پاک ہستیوں کے بارے میں قراٰنِ پاک کی کچھ آیات درج ذیل ہیں: ﴿اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌۚ(۴)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔[1] ﴿رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ(۱۰۰)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔[2]

پیارے اسلامی بھائیو! انبیائے کرام علیہم السّلام کے بعد تمام

انسانوں میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ تعظیم و توقیر کے لائق ہیں یہ وہ مقدّس و مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعوت پر لبیک کہا، دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور تَن مَن دَھن سے اسلام کے آفاقی اور ابدی پیغام کو دنیا کے ایک ایک گوشے میں پہنچانے کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان مبارک ہستیوں نے قراٰن و حدیث کی تعلیمات کو عام کرنے اور پرچمِ اسلام کی سربلندی کے لئے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آج کے دور میں جن کا تصوّر بھی مشکل ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روئے زیبا کی زیارت وہ عظیم سعادت ہے کہ دنیا جہاں کی کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہوسکتی اور صحابۂ کرام تو وہ ہیں کہ شب و روز آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت اور آپ کی صحبتِ فیض سے مستفیض ہوتے رہے، قراٰن و دین کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زبان سے سنا۔

آیاتِ قراٰنیہ کے علاوہ کتبِ احادیث بھی فضائلِ صحابہ سے مالامال ہیں چنانچہ، حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے نیک ترین لوگ ہیں۔[3] ایک حدیثِ پاک میں ہے میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔[4]

ان سب آیات و روایات پر نظر کرتے ہوئے یہ جزم و یقین حاصل ہوتا ہے کہ ان حضرات کی شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے، ان مقدّس ہستیوں پر اللہ پاک کا بے حد فضل و کرم ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان پاکیزہ نفوس کی محبت دل میں بساتے ہوئے ان کے حالات و واقعات کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں اور دونوں جہاں میں کامیابی کے لئے ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں۔

محمد رئیس عطاری

درجہ: خامسہ، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

(1) پ9، الانفال: 4 (2) پ11، التوبہ: 100 (3) مشکوٰۃ المصابیح، 2/413، حدیث: 6012 (4) مشکوٰۃ المصابیح، 2/414، حدیث: 6018۔

علمائے کرام کی صحبت کے فوائد

صحبت کے اثرات سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا، حدیثِ مبارکہ کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین نے بھی اس پر بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے، یہ حقیقت ہے کہ آدمی جس طرح کے لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے، لہٰذا علما کی صحبت میں بیٹھنے والا علم سے محبّت کرنے والا بن جاتا ہے۔ صحیح العقیدہ عالم کی صحبت میں بیٹھنا دین پر استقامت اور عقائد کی دُرُستی و ایمان کے لئے سلامتی ہے جو کہ ایک مسلمان کا قیمتی سرمایہ اور دارَین کی فلاح کا باعث ہے۔ علمائے کرام کی صحبت علم اور تقویٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے، جس کے سبب بندہ اللہ پاک کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہو جاتا ہے کہ حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بُخل نہیں کیا اور نہ ہی ان سے استفادہ کرنے میں شرم محسوس کی۔ (1)

علما کی صحبت کے فوائد

◎ فقیہ ابو اللّیث سمر قندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص عالم کی مجلس (صحبت) میں جائے اس کو سات فائدے حاصل ہوتے ہیں اگرچہ اس سے استفادہ نہ کرے: (1) طلبہ میں شمار کیا جاتا ہے (2) جب تک اُس مجلس میں رہنا ہے گناہوں اور فسق و فجور سے بچتا ہے (3) جب گھر سے نکلتا ہے تو اس پر رحمت نازل ہوتی ہے (4) اس رحمت میں کہ جلسۂ علم پر نازل ہوتی ہے شریک ہوتا ہے (5) جب تک علمی باتیں سنتا ہے تو اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں (6) فرشتے ان کے عمل سے خوش ہو کر انہیں اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں تو وہ بھی ان میں ہوتا ہے اور (7) اس کا ہر قدم گناہوں کا کفارہ، درجات کی بلندی اور نیکیوں میں زیادتی کا سبب بن جاتا ہے (2)

◎ بندہ جب تک علما کی صحبت میں رہتا ہے تو عبادت میں ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے علما کی صحبت میں بیٹھنا عبادت ہے (3) ◎ باعمل علما کی صحبت آدمی کو باعمل بنا دیتی ہے اور بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ انسان توبہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے نمازوں کا شوق اور گناہوں سے بچنے کی رغبت بڑھنے لگتی ہے اللہ پاک اپنا خوف اور خشیت ان کے دلوں میں رکھ دیتا ہے ◎ علما کی صحبت کا انتخاب گویا روئے زمین کی مقدّس جگہوں کا انتخاب ہے کہ فرمانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہے کہ علما کی مجالس (صحبت) سے الگ نہ رہو اس لئے کہ اللہ نے رُوئے زمین پر علما کی مجالس سے مکرّم کسی مٹی کو پیدا نہیں فرمایا۔ (4)

علما کی صحبت سے مزید تعلیم و تربیت، بردباری و عاجزی، علما کی شفاعت، جنّت کا حصول، اللہ کا محبوب بننے، شیطان سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ، بُرے لوگوں کی صحبت و جہالت اور قیامت کے روز ملنے والی حسرت سے بچاؤ جیسے فوائد ملتے ہیں۔

محمد فہد سعید عطاری بن سعید احمد

درجہ: دورۂ حدیث مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، فیصل آباد

---

(1) در مختار، 1/127 (2) تنبیہ الغافلین، ص237 ماخوذاً (3) کنز العمال، جزء10، 5/64، رقم: 28752 (4) احیاء العلوم، 1/460۔

جنتی جوانوں کے سردار

حیدر علی مَدَنی*

تمام اَنبیا کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشاد ہے: ”اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ“ یعنی حَسن اور حُسین جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔[1]

اچھے بچّو! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جنّت میں کوئی بھی بوڑھا نہیں ہوگا بلکہ سب بوڑھے اور بچے جنّت میں 30 سال کے جوان ہوں گے۔[2] اور حسنینِ کریمین جوانی میں فوت ہونے والے اہلِ جنت کے سردار ہیں ورنہ جنت میں تو سبھی جوان ہوں گے۔[3]

پیارے بچّو! ماہِ محرّمُ الحرام کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے خاص نِسبت ہے کہ اس ماہ کی دس تاریخ کو آپ رضی اللہ عنہ کو ساتھیوں سمیت کئی روز کی بھوک اور پیاس کی شدت کے عالَم میں شہید کر دیا گیا کیونکہ آپ نے ایک ظالم و فاسق حکمران یزید کے آگے سَر جُھکانے سے انکار کر دیا تھا۔

پیارے بچّو! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پتا چلتا ہے کہ بڑی کامیابی کے لئے قُربانی بھی بڑی دینی پڑتی ہے اور کامیابی کے راستے میں پیش آنے والی تکالیف اور مصیبتوں پر ہمّت نہیں ہارنی چاہئے۔

اللہ پاک ہمیں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی سیرتِ پاک پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) ترمذی،5/426، حدیث:3793 (2) ترمذی،4/254، حدیث:2571 (3) مراٰۃ المناجیح،8/475 ملخصاً

بچّوں کے امیرِ اہلِ سنّت

دانتوں سے ناخن کاٹنا

محمد عباس عطّاری مَدَنی*

اچھے بچّو!

پیارے امیرِ اہلِ سنّت مولانا محمد الیاس قادری صاحب فرماتے ہیں:

”ناخن چبانے کی عادت بُری ہے اس سے بَرَص یعنی سفید کوڑھ کی بیماری پیدا ہو سکتی ہے، اس کے میل کچیل کا پیٹ میں جانا اور طرح طرح کے جراثیم کا داخلہ نقصان ہی نقصان ہے۔“ (مدنی گلدستہ، مدنی چینل)

پیارے بچّو! پتا چلا کہ تندرست رہنے اور بیماری سے خود کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس بُری عادت سے جان چھڑائیں اور اچھی عادت کو اپناتے ہوئے ناخن تراش (Nail Clipper) سے اپنے ناخن کاٹیں۔

* ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی
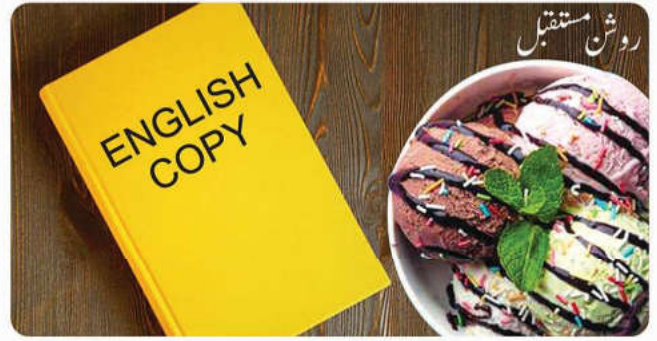
آئس کریم اور انگلش کی کاپی

ارشد اسلم عطّاری مَدَنی*

ارے بیٹا! صبح تو آپ کے پاپا نے آپ کو پاکٹ منی دی تھی، آپ پھر پیسے مانگ رہے ہو؟ مَظہر اسکول سے واپس آنے کے بعد سے مسلسل پیسوں کا تقاضا کر رہا تھا تو والدہ نے ٹوکا۔ اُس نے مُنہ بنا کر کہا: امّی! اُن سے تو میں نے بریک ٹائم میں سموسے کھا لئے تھے، ابھی مجھے کاپی خریدنے کے لئے پیسے چاہئیں۔

والدہ اُس کی بات سُن کر مسکرا دیں اور بولیں: آپ کو کاپی چاہئے نا، وہ میں دے دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر والدہ کمرے میں گئیں اور نئی کاپی لا کر اُسے دے دی۔

پہلے تو کاپی دیکھ کر مَظہر کا منہ ایسے بگڑ گیا جیسے منہ میں کڑوی گولی آگئی ہو لیکن پھر اُس نے کاپی لی اور دیکھتے ہوئے بولا: لیکن امّی! یہ تو اُردو کی کاپی ہے، مجھے انگلش والی چاہئے۔

ابھی مظہر کا جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ والدہ کہنے لگیں: اچّھا بھئی! آج تو لگتا ہے کہ آپ پیسے لے کر ہی جان چھوڑو گے۔ یہ کہہ کر کمرے سے 100 روپے لا کر مظہر کو دیتے ہوئے کہا: جاؤ! کاپی لے آؤ اور جو پیسے بچیں وہ مجھے واپس لا دینا۔

پیسے ملتے ہی مظہر کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور فوراً مین گیٹ کی طرف بھاگا، والدہ نے اُسے دوڑتا دیکھ کر کہا: یونیفارم میلا مت کرو، پہلے کپڑے بدل لو دُکان والا کہیں بھاگا نہیں جا رہا۔ یہ سُن کر مظہر نے کھسیانی سی ہنسی ہنستے ہوئے "جی امّی" کہا اور اپنے رُوم کی طرف مُڑ گیا۔

کپڑے بدل کر مظہر باہر جا چکا تو والدہ کو کچھ خیال آیا اور وہ مظہر کے کمرے میں آکر اس کا بیگ کھول کر دیکھنے لگیں، لیکن یہ دیکھ کر حیرانی کے ساتھ ساتھ انہیں غصہ بھی آیا کہ انگلش کی کاپی ابھی آدھی سے زیادہ خالی تھی، مطلب یہ کہ مظہر نے جھوٹا بہانہ بنا کر پیسے لئے تھے۔

گھر سے نکل کر مظہر سیدھا آئس کریم لینے دُکان پر پہنچا اور کہنے لگا: انکل مینگو فلیور دے دیں۔ جلدی سے آئس کریم ختم کر کے جب اس نے پیسے دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا کیونکہ جیب خالی تھی، جلد بازی میں وہ پیسے یونیفارم کی جیب میں ہی بھول آیا تھا۔ مظہر نے گھبراتے ہوئے کہا: انکل انکل!! میں پیسے لانا بھول گیا ابھی بھاگ کر لاتا ہوں۔

گھر میں داخل ہونے کے بعد جیسے ہی اپنے کمرے میں پہنچا تو سامنے امّی کو دیکھ کر پریشان ہو گیا، امّی آپ یہاں! امّی نے اس کو اپنے پاس صوفے پر بٹھاتے ہوئے پوچھا: ہاں بس ایسے ہی آئی تھی، تم کاپی لے آئے؟

وہ امّی میں ابھی جاؤں گا لینے، پیسے یہیں بھول گیا تھا۔ اچّھا تو جو کاپی بیگ میں ہے وہ کب کام آئے گی، امّی کے اس سوال پر مظہر کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا جواب دے کیونکہ اس کا جھوٹ پکڑا گیا تھا۔ پھر اس نے ساری بات بتا دی کہ پیسے لینے کا مقصد آئس کریم کھانا تھا۔

بیٹا! آپ نے شیر اور گڈَریا (بھیڑ بکریاں چرانے والے) والی کہانی تو سنی ہوئی ہے ناں؟ والدہ کے پوچھنے پر مظہر بولا: جی امّی جان! وہی جس میں گڈریا شیر آنے کی جُھوٹی خبر دے کر لوگوں کو بلاتا تھا، میں نے کورس بُک میں پڑھی تھی۔

تو بیٹا آپ کو یاد ہو گا ایک دن سچ مُچ شیر آنے پر کسی نے بھی اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا تھا، ایسے ہی ہر جُھوٹے شخص کے ساتھ ہوتا ہے رَفْتہ رَفْتہ لوگ اس کی باتوں پر اعتبار کرنا چھوڑ دیتے ہیں، جُھوٹ سے اگرچہ کام نِکل جاتا ہے لیکن اس سے انسان کا امیج خراب ہو جاتا ہے اور جھوٹ سامنے آنے پر لوگوں کے سامنے شرمندگی بھی اٹھانی پڑتی ہے اور بیٹا یاد رکھو! جھوٹ بولنے سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے اور جھوٹے پر اللہ پاک کی لعنت ہوتی ہے۔

مظہر نے شرمندگی سے نظریں جھکا کر کہا: مجھے مُعاف کر دیجئے امّی! میں آئندہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ شاباش میرا بچّہ! اچّھا اب جلدی سے انکل کو پیسے دے آؤ اور میرے لئے بھی آئس کریم لے آنا۔ مظہر یہ سُن کر خوشی خوشی آئس کریم لینے چلا گیا۔

*شعبہ فیضانِ قراٰن، المدینۃ العلمیہ، کراچی

جانوروں کی سبق آموز کہانیاں

بادشاہ کا جاسُوس

ابو معاویہ عطّاری مَدَنی*

پہاڑوں کی دوسری طرف ایک ہرا بھرا جنگل تھا جس میں طرح طرح کے جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑے رہتے تھے۔

ایک بار کئی دن تک مسلسل تیز بارِش ہوئی جس سے دریا اور جھیلوں کا پانی اُوپر آگیا اور جلد ہی قریب کے حصے میں سیلاب (Flood) آگیا۔ پانی کی تیزی اتنی تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں کے جانوروں کے گھر تباہ ہوگئے، بہت سے جانور پانی میں ڈوب کر اپنی جان گنوا چکے تھے اور کافی جانور ابھی تک پانی میں پھنسے ہوئے تھے کہ اچانک وائلڈ ٹیم (Wild team) وہاں آپہنچی اور جو جانور زندہ تھے انہیں ڈوبنے سے بچالیا۔

پہاڑوں پر رہنے والا پانچ خطرناک کتوں پر مشتمل یہ گروپ وائلڈ ٹیم کہلاتا تھا، یہ سب کے سب بہترین تیراک (Swimmer) تھے لیکن وہ سب مطلبی (Selfish) تھے، ہمیشہ دوسروں کا شِکار کرتے تھے آج بجائے کسی کا شکار کرنے کے دوسروں کی مدد کر رہے تھے۔

خیر! بارش رُک گئی اور کچھ ہی دنوں میں دریا اور جھیلوں میں پانی کی سطح پہلے جیسی ہوگئی اور جنگل کی زندگی دوبارہ بحال ہوگئی۔ جنگل کا بادشاہ شیر، وائلڈ ٹیم کی کارکردگی (Performance) سے بہت خوش تھا۔ اس نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور جنگل کے جانوروں کو اس میں بلایا۔

اُدھر دعوت کی منتظر وائلڈ ٹیم کا ایک ساتھی بولا: سردار! بھولے بھالے جانوروں کو کیا معلوم ہمارے اِرادے کیا ہیں؟ ہم نے ان کی جان نہیں بچائی بلکہ اپنے کھانے کو بچایا ہے، خاموش! دوبارہ ایسا کچھ مت کہنا، سنا نہیں ہے دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں کسی نے سُن لیا تو ہمارا سارا کھیل بگڑ جائے گا۔

دعوت کے روز بادشاہ نے جانوروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: میرے خوبصورت جانورو! اس جنگل کی رونقو! مجھے بہت خُوشی ہے کہ آج ہمارے درمیان یہ بہادر اور ہمدرد وائلڈ ٹیم موجود ہے۔ ان کے کام کو دیکھ کر میں نے انہیں ایک ہفتہ کے لئے اپنا مہمان بنایا ہے، یہ میرے ساتھ رہیں گے، ساتھ کھائیں گے اور پئیں گے۔ آج کے بعد آپ سب کو بھی ان کا احترام

* ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

کرنا چاہئے۔ سب جانوروں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور خدمت کرنے کی یقین دِہانی کرائی۔

یہ خوشی کی تقریب جاری تھی مشکل وقت کے بعد ہر ایک خوشی کے دن سے لُطف اندوز ہو رہا تھا کہ تبھی بادشاہ کا جاسُوس (Spy) کمانڈر خرگوش اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں آپہنچا، جلدی میں بادشاہ کے پاس پہنچ کر بتانے لگا: جناب! یہ وائلڈ ٹیم نہ مہربان ہے اور نہ ان کے ارادے اچھے ہیں، ان کی پچھلی عادتوں کو دیکھتے ہوئے مسلسل میں ان کا پیچھا کر رہا تھا، آج صبح میں نے ان کو آپس میں بات کرتے سنا، یہ کہہ رہے تھے کہ انہوں نے جانوروں کو اس لئے بچایا تاکہ وہ انہیں بعد میں کھا سکیں، یعنی کہ اپنے شِکار کے لئے دوسروں کو بچایا ہے۔

بادشاہ کا چہرہ غصّے سے لال ہو گیا اس نے وائلڈ ٹیم کو چیخ کر کہا: ہم نے تمہیں عزّت دی، اپنا مہمان بنایا، صرف اس لئے کہ تم نے ہمارے جانوروں کی جان بچائی مگر! اب تمہارا راز فاش ہو چکا ہے، تمہاری خیر اسی میں ہے کہ ابھی کے ابھی میرا جنگل چھوڑ کر نکل جاؤ اور آئندہ کبھی یہاں نظر نہ آنا، ورنہ تمہاری نیکی کو بُھلا کر تمہیں موت کی سزا سنادی جائے گی۔

پیارے بچّو! مطلب پرست ہونا کہ ہر چیز میں اپنے فائدے کا سوچنا بُری بات ہے، کسی کی پریشانی کو ختم کرنا ہو یا ہمدردی دکھانی ہو اَلغرض ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرنا چاہئے کہ اسی سے ثواب ملتا ہے ورنہ لالچ بری بلا ہے جس کے نتائج اچھے نہیں ہوتے۔

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! کربلا عراق میں ایک جگہ ہے جہاں آج سے 1381 سال پہلے یعنی 61 ہجری کو امام حُسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے اسلام کو بلند رکھنے کی خاطر جنگ کی، اس جنگ میں امام حُسین سمیت آپ کے کئی ساتھی شہید ہوئے جن میں سے 5 کے نام خانوں کے اندر چُھپے ہوئے ہیں، آپ نے اُوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف مِلا کر وہ پانچ نام تلاش کرنے ہیں، جیسے ٹیبل میں لفظِ "حُسین" کو تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔

تلاش کئے جانے والے 5 نام: 1 عباس 2 قاسم 3 جعفر 4 عَون 5 محمد رضوانُ اللہِ علیہم اَجْمعین۔

ع	ب	ا	ج	ع	ف	ع	و	م
ب	م	ح	ع	ب	ا	ج	ع	ق
ا	ح	ج	ع	ف	ر	ع	و	ا
م	م	ع	ب	ج	ع	ف	ب	س
ح	د	ب	ا	ع	ق	ا	ز	م
م	ع	و	س	ف	ح	س	ی	ن
ق	ا	س	ع	و	ن	ج	ع	ف

ننّھے میاں یہ دیکھو! میرے ابو میرے لئے نئی گھڑی لائے ہیں، ننھے میاں کے کلاس فیلو سلیم نے اپنی نئی گھڑی دکھاتے ہوئے کہا، ارے واہ یہ تو بہت اچھی لگ رہی ہے میں بھی اپنے ابو سے ایسی گھڑی منگواؤں گا۔ ننھے میاں نے گھڑی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو سلیم کہنے لگا: یہ گھڑی تو میرے ابو دبئی سے لائے ہیں تمہارے ابو کیسے لائیں گے؟ ننھے میاں نے جواب دیا: میرے ابو بہت اچھے ہیں وہ میرے لئے بہت اچھی چیزیں خرید کر لاتے ہیں بس تم ایک دن کے لئے اپنی گھڑی مجھے دے دو میں اپنے ابو کو دِکھا دوں پھر کل لے لینا۔ سلیم نے گھڑی دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا: نہیں بھئ! میں نہیں دے سکتا تم نے توڑ دی تو۔ ارے! تم کیسے دوست ہو کہ دوست کو ایک دن کے لئے بھی اپنی گھڑی نہیں دے سکتے جاؤ میں تم سے ناراض ہوں، ننھے میاں نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔ سلیم نے اپنے بیسٹ فرینڈ کو ناراض دیکھا تو کہنے لگا: اچھا صرف ایک دن کے لئے دوں گا کل واپس ضرور لے آنا۔ پھر اپنی گھڑی ننھے میاں کو دے دی۔ ننھے میاں نے گھڑی اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا: میں تم سے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ گھڑی کل ضرور واپس کردوں گا۔ رات کو ننھے میاں نے وہ گھڑی اپنے ابو کو دکھائی اور کہا: ابو! مجھے بھی ایسی گھڑی لا دیجئے گا۔ ابو کہنے لگے: بیٹا! یہ تو باہر ملک کی لگتی ہے ایسی گھڑی ملنا تو مشکل ہے میں دوسری گھڑی لا دوں گا، ننھے میاں نے کہا: اس سے بھی اچھی لا دیجئے گا۔ ابو نے کہا: میں کوشش کروں گا کہ کوئی اچھی سی گھڑی آپ کو لا دوں۔

دو دن بعد فون کی گھنٹی بجی تو دادی نے فون اٹھایا دوسری طرف ننھے میاں کے کلاس فیلو سلیم تھے۔ سلیم نے دادی کو بتایا کہ ننھے میاں ایک دن کا وعدہ کرکے ان کی نئی گھڑی اپنے ساتھ لے گئے تھے اور اب دو دن گزرنے کے بعد بھی گھڑی واپس نہیں کر رہے، سلیم کو اپنی امی کی ڈانٹ بھی سننی پڑی تھی۔ دادی نے فون رکھنے کے بعد ننھے میاں کو آواز دے کر بلایا، ننھے میاں دادی کے پاس آئے تو گھڑی ان کے ہاتھ پر بندھی ہوئی تھی، دادی: ننھے میاں گھڑی تو بہت پیاری ہے یہ کہاں سے آئی ہے؟ ننھے میاں نے کہا: دادی! یہ میرے دوست سلیم کی ہے میں دو تین دن میں اسے واپس کردوں گا۔ دادی نے کہا: دو تین دن؟ ابھی سلیم کا فون آیا تھا وہ تو بتا رہے تھے کہ آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کیا تھا اور ابھی تک گھڑی واپس نہیں کی اس کی امی نے اسے ڈانٹا بھی ہے۔ بیٹا! ایک

* ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

غلطی تو آپ نے یہ کی کہ اس کے امی ابو کی اجازت کے بغیر اس سے گھڑی لے لی، دوسری غلطی یہ کی کہ ایک دن کا وعدہ کیا اور اسے پورا بھی نہیں کیا۔ ننھے میاں نے کہا: دادی میرا ارادہ تو یہی تھا کہ ایک دن میں اسے واپس کر دوں مگر مجھے بہت اچھی لگی اس لئے اسے واپس نہیں کی۔ دادی نے ننھے میاں کو سمجھاتے ہوئے کہا: ننھے میاں وعدہ توڑنا بہت بُری بات ہے جب آپ نے وعدہ کر لیا تھا تو اسے ضرور پورا کرنا چاہئے تھا، آپ کو معلوم ہے ہمارا پیارا دینِ اسلام بھی ہمیں یہی بات سمجھاتا ہے کہ وعدہ کرو تو اسے ضرور پورا کرو۔ آپ کو معلوم ہے جنگِ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی، ایک ایک سپاہی کی بہت زیادہ ضرورت تھی ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے دو صحابی ایک جگہ سے آرہے تھے انہیں کافروں نے پکڑ لیا اور کہا: تم حضرت محمد (صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم) کے ساتھی ہو اس لئے ہم تمہیں قید میں رکھیں گے ان دونوں نے کہا: ہم جنگ میں شرکت کرنے کے لئے نہیں جا رہے، کافروں نے انھیں اس شرط پر چھوڑا کہ آپ دونوں جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔ بعد میں وہ دونوں پیارے آقا صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم نے مجبوری میں وعدہ کرلیا تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے پیارے آقا صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ، ہم مسلمان ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد چاہئے۔ (مسلم، ص763، حدیث:4639)

ننھے میاں دیکھا آپ نے! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے مسلمانوں کو ہر حال میں وعدہ پورا کرنے کا ذہن دیا ہے۔ آپ اسی وقت سلیم کو فون کر کے ان سے معذرت کریں اور ان کی امی کو بھی سوری کریں اور کہیں کہ آنٹی میں کل ضرور سلیم کی گھڑی اسے اسکول میں دے دوں گا، دادی کی بات سُن کر ننھے میاں خاموشی سے اٹھے اور آگے بڑھ کر سلیم کو فون کرنے لگے۔

میں بڑا ہو کر کیا بنوں گا؟

(منتخب پیغامات)

1 میں ابھی حافظِ قراٰن بن رہا ہوں، بڑا ہو کر اِنْ شَآءَ اللہ باعمل عالمِ دین بنوں گا، مدنی چینل کا نعت خواں بنوں گا اور اپنے ملک پاکستان کی حفاظت کروں گا۔ اللہ پاک مجھے کامیاب کرے۔ (حنظلہ عطّاری بن واصف عطّاری)

2 میں بڑی ہو کر عالمہ بنوں گی۔ (فاطمہ، روہڑی) 3 میں بڑی ہو کر شریعت کورس کرواؤں گی۔ (اقراء بی بی، کراچی) 4 میں بڑا ہو کر عالمِ دین بنوں گا۔ (احمد رضا، جیکب آباد) 5 میں بڑی ہو کر درسِ نظامی کر کے مُدَرِّسہ بنوں گی اور دوسروں کو پڑھاؤں گی۔ (آصفہ، لاڑکانہ) 6 میں بڑی ہو کر عالِمہ و مُعَلِّمہ بننا چاہتی ہوں۔ (بریرہ، عمر10سال، کراچی) 7 میں بڑا ہو کر مفتی بنوں گا، اِنْ شَآءَ اللہ۔ (منیب بن فاروق سبحانی، صادق آباد) 8 میں بڑی ہو کر عالِمہ بنوں گی، اِنْ شَآءَ اللہ۔ (ارم شہزادی، عمر8سال، کلاس2، صادق آباد) 9 میں بڑا ہو کر عالم بنوں گا۔ (امین عطّاری بن عبد الجبار، عمر7سال، خیر پور میرس)

مَدْرَسۃُ المدینہ کاہنہ نو (لاہور)

قراٰنِ پاک کی تلاوت کارِ ثواب اور ذریعۂ نجات ہے، ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اسی پاک کلام کی روشنی گھر گھر پہنچانے کے لئے دعوتِ اسلامی کے شعبہ مدرسۃ المدینہ کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کی ایک کَڑی "مدرسۃُ المدینہ کاہنہ نو (لاہور)" ہے۔

"مدرسۃُ المدینہ کاہنہ نو" کی تعمیر کا آغاز 1992 میں جبکہ باقاعدہ تعلیمِ قراٰن کا سلسلہ 1996 میں ہوا، اس مدرسۃ المدینہ کا سنگِ بنیاد و افتتاح امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے فرمایا۔

اس مدرسۃُ المدینہ میں ناظرہ کی 2 جبکہ حفظ کی 8 کلاسز ہیں۔ اب تک (یعنی 2020ء تک) اس مدرسۃُ المدینہ سے کم و بیش 550 طَلَبہ قراٰنِ کریم حفظ کرنے کی سعادت پا چکے ہیں جبکہ 1680 بچّے ناظرہ قراٰنِ کریم مکمّل کر چکے ہیں۔ اس مدرسۃ المدینہ سے حفظ و ناظرہ کرنے والے تقریباً 800 طلبہ نے درسِ نظامی (عالم کورس) میں داخلہ لیا، اللہ پاک کے فضل سے اب تک 112 طلبہ عالمِ دین بن چکے ہیں۔ اللہ پاک دعوتِ اسلامی کے تمام شعبہ جات بشمول "مدرسۃُ المدینہ کاہنہ نو (لاہور)" کو ترقّی و عُروج عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مَدَنی ستارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کے مدارسُ المدینہ میں بچّوں کی تعلیمی کارکردگی کے ساتھ ساتھ ان کی اَخلاقی تربیت پر بھی خاصی توجّہ دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مدارسُ المدینہ کے ہونہار بچّے اچھّے اَخلاق سے مُزَیَّن ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیمی میدان میں بھی غیر معمولی کارنامے سرانجام دیتے رہتے ہیں، "مدرسۃُ المدینہ کاہنہ نو (لاہور)" میں بھی کئی ہونہار مَدَنی ستارے جگمگاتے ہیں، جن میں سے 14 سالہ محمد حسیب بن محمد وسیم کے تعلیمی و اخلاقی کارنامے ذیل میں دیئے گئے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! 17 ماہ میں قراٰنِ کریم مکمل حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تقریباً ایک سال سے نمازِ پنجگانہ، تہجّد اور اشراق چاشت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ روزانہ 2 پارے کی تلاوت کرنے کا معمول ہے۔ حصولِ علمِ دین کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی طرف سے ملنے والے ہفتہ وار رسائل میں سے اکثر کا مطالعہ کر چکے ہیں اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ درسِ نظامی (عالم کورس) کرنے کے بھی مُتمنّی ہیں۔

ان کے استاذِ محترم ان کے بارے میں تأثرات دیتے ہوئے فرماتے ہیں: مَاشَآءَاللہ! یہ بچہ اچھّے اَخلاق والا، والدین کا فرمانبردار، باادب اور ایک اچھا حافظِ قراٰن بھی ہے۔

نمازکی حاضری

(12 سال سے کم عمر بچوں اور 9 سال سے کم عمر بچیوں کے لئے انعامی سلسلہ)

حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حَافِظُوا عَلٰی اَبْنَائِکُمْ فِی الصَّلَاۃِ یعنی نماز کے معاملہ میں اپنے بچّوں پر توجّہ دو۔

(مصنف عبد الرزاق، 4/120، رقم:7329)

اپنے بچّوں کی اَخلاقی اور رُوحانی تربیت کے لئے انہیں نماز کا عادی بنائیے۔ والد یا مرد سرپرست بچوں کی نماز کی حاضری روزانہ بھرنے اور اپنے دستخط کرنے کے بعد محفوظ رکھیں، مہینا ختم ہونے پر یہ فارم "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعہ ڈاک بھیجیں یا صاف ستھری تصویر بنا کر اگلے اسلامی مہینے کی 10 تاریخ تک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے واٹس ایپ نمبر (+923012619734) یا Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) پر بھیجیں۔

محرَّمُ الحرام 1442ھ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عِشاء	دستخط
1						
2						
3						
4						
5						
6						
7						
8						
9						
10						
11						
12						
13						
14						
15						

جملے تلاش کیجئے!: پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ مضمون کا نام، صفحہ اور لائن نمبر لکھئے۔

1 جنّت میں کوئی بھی بوڑھا نہیں ہوگا۔ 2 اس سے بَرَص یعنی سفید کوڑھ کی بیماری پیدا ہو سکتی ہے۔ 3 جب آپ نے وعدہ کرلیا تھا تو اسے ضرور پورا کرنا چاہئے تھا۔ 4 بیٹا! آپ نے شیر اور گُڈّ ریا والی کہانی تو سُنی ہوئی ہے ناں؟ 5 لیکن اس سے انسان کا امیج خراب ہوجاتا ہے۔ ◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ ایک سے زائد درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی تین تین سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔

(یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں۔)

جواب دیجئے (محرَّمُ الحرام ۱۴۴۲ھ)

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 1: حضرت عمر فاروق رضی نے تراویح کی جماعت کے لئے کن صحابی کو مقرر فرمایا؟ سوال: 2 جب عالَم وفات پاتا ہے تو کتنے فرشتے رخصت کرنے کے لئے اس کے ساتھ جاتے ہیں؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر پر واٹس ایپ 923012619734+ کیجئے › جواب درست ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو چار، چار سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر کتابیں یا رسائل وغیرہ لے سکتے ہیں)

محرّمُ الحرام 1442ھ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عِشاء	دستخط
16						
17						
18						
19						
20						
21						
22						
23						
24						
25						
26						
27						
28						
29						
30						

نام------------ ولدیت------------------------

عمر---------والد یا سرپرست کا فون نمبر----------------

گھر کا مکمل پتا-----------------------------------

بذریعۂ قرعہ اندازی تین بچوں کو تین تین سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر کتابیں اور رسائل وغیرہ حاصل کئے جاسکتے ہیں۔)

نوٹ: 90 فیصد حاضری والے بچّے قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے • قرعہ اندازی کا اعلان ربیع الاوّل 1442ھ کے شمارے میں کیا جائے گا • قرعہ اندازی میں شامل ہونے والے بچوں میں سے 12 نام "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں شائع کئے جائیں گے جبکہ بقیہ کے نام "دعوتِ اسلامی کے شب و روز (news.dawateislami.net)" پر دیئے جائیں گے۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 22 محرّمُ الحرام)

نام مع ولدیت:---------------------عمر:----مکمل پتا:------------------------------------

موبائل نمبر:-----------------------، (1) مضمون-----------------صفحہ-----لائن---------

(2) مضمون---------------صفحہ-----لائن-------، (3) مضمون-----------------صفحہ-----لائن---------

(4) مضمون---------------صفحہ-----لائن-------، (5) مضمون-----------------صفحہ-----لائن---------

نوٹ: ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان ربیع الاوّل 1442ھ کے "ماہنامہ فیضان مدینہ" میں کیا جائے گا۔

جواب یہاں لکھئے (محرّمُ الحرام ۱۴۴۲ھ)

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 22 (محرّمُ الحرام ۱۴۴۲ھ)

جواب 1:..............................جواب 2:..............................

نام..................... ولدیت..................... موبائل / واٹس اپ نمبر.....................

مکمل پتا...

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

دیکھ حُسین نے دین کی خاطر سارا گھر قربان کیا

اُمِّ مِیلاد عطاریہ*

سن 60 ہجری میں صحابیِ رسول، کاتبِ وحی حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوگیا اور اس نے اپنی بیعت لینے کے لئے سلطنت کے اطراف میں مکتوب روانہ کئے، مدینۂ طیبہ کے عامل نے جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے یزید کی بیعت کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ نے اس کے فِسق و ظلم کی بنا پر اس کو نااہل قرار دیا اور یہ جانتے ہوئے بھی بیعت سے انکار کر دیا کہ یزید آپ کی جان کے درپے ہوجائے گا، آپ کی دیانت اور تقویٰ نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی جان بچانے کی خاطر نااہل کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور مسلمانوں کی تباہی، شرعی احکام کی خلاف ورزی اور اسلام کے نقصان کی پرواہ نہ کریں۔

دوسری طرف یزید یہ جانتا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے اسے اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کا موقع میسّر نہیں آئے گا اس لئے اس نے زبردستی جنگ مسلّط کرکے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو میدانِ کربلا میں شہید کر دیا۔[1]

انجام کی پرواہ کئے بغیر امام حُسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت سے انکار کر دینا یقیناً دینِ اسلام کے لئے بہت بڑی قربانی تھی کیونکہ اگر آپ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرلیتے تو اسلام کا نظام دَرہَم بَرہَم ہوجاتا اور دینِ اسلام میں ایسا فساد برپا ہوجاتا جس کو دور کرنا بعد میں ناممکن ہوتا۔ یزید کی ہر بدکرداری کے جواز کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت سَنَد ہوتی اور شریعتِ اسلامیہ کا نقشہ بگڑ جاتا لیکن آپ نے دینِ اسلام کی بقا و سلامتی کے لئے اس فاسق کی بیعت کرنے کے بجائے ظلم وستم سہنے کو ترجیح دی۔

پیاری اسلامی بہنو! جو بھی دینِ اسلام کی خدمت کے راستے پر چلتا ہے اس پر مصیبتوں اور پریشانیوں کے بادل سایہ فگن ہوتے ہیں، کوئی ظلم وستم کا نشانہ بنتا ہے تو کوئی لوگوں کے طعنوں کی زَد میں آجاتا ہے۔ ممکن ہے کہ نیکی کی دعوت عام کرنے کی مقدّس کوشش میں آپ کو بھی لوگوں کے طعنے سننے کو ملیں، کوئی سپارہ پڑھانے والی باجی تو کوئی ملّانی جیسے طنزیہ جملے کَس کر آپ کا دل دُکھائے یا بےپردگی سے بچنے پر طعنے دے مگر آپ نے لوگوں کے طعنوں کی پرواہ کئے بغیر حَسَنَینِ کریمین کے نانا جان پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے لائے ہوئے دین کی خدمت کرنی ہے۔

خدانخواستہ کبھی لوگوں کے نارَوا سلوک کا سامنا ہو تو میدانِ کربلا میں ڈھائے جانے والے ظلم، حضرت شہر بانو، حضرت زینب، حضرت سکینہ اور کربلا کے دیگر شُہدا رضوان اللہ علیہم اَجْمعین کی بیویوں اور ماؤں کے غم کو یاد کیجئے کہ جب ان خواتین نے اپنے پیاروں کو شہید ہوتے دیکھا ہوگا تو ان پر کیا گزری ہوگی! جب آپ اس ظلم کا تصور کریں گی تو یقیناً اس کے مقابلے میں اپنا درد بہت ہلکا محسوس ہوگا بلکہ بقولِ امیرِ اہلِ سنّت[2] کہ جب آپ اس منظر کو یاد کریں گی تو اپنی معمولی سی تکلیف کے احساس پر آپ کو خود ہی ہنسی آئے گی کہ کیا ہماری بھی کوئی تکلیف ہے!

لہٰذا صبر کا دامن تھامے اپنی مختصر سی زندگی کو شریعت وسنّت کے مطابق گزاریں، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہیں اور اسلامی بہنوں کو نیکی کی دعوت دیتی رہیں۔

(1) واقعۂ کربلا کی تفصیل جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ کتابوں "آئینۂ قیامت" اور "سوانحِ کربلا" کا مطالعہ کیجئے (2) کربلا کا خونیں منظر، ص4۔

* نگران عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

مرد آگے کیوں؟

اُمِّ مِیلاد رضا عطاریہ مدنیہ*

معاف کرنا حلیمہ مگر تم جیسی کمزور عورتوں کی وجہ سے ہی مَردوں کو اتنی شہہ ملی ہوئی ہے۔ مِس فَروا نے ناگواری سے حلیمہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب ہے آپ کا مِس فروا؟ حلیمہ جو کہ شوہر کے انتظار میں بار بار گھڑی دیکھ رہی تھی فروا کے طنزیہ جملے پر چونک کر پوچھنے لگی۔

مطلب صاف ہے حلیمہ! آج معاشرے میں مَردوں کو ہی ہر جگہ آگے کیا جاتا ہے عورت کی تو کوئی قدر ہی نہیں ہر معاملے میں ہمیں پیچھے کیا جاتا ہے۔

آخر آپ کو شوہر کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ خود چلی جائیں، ایک بلاک پیچھے تو ہے آپ کا گھر! یہ ہماری خواتین پتا نہیں کیوں خود پر مَردوں کو اتنا مُسلّط کر لیتی ہیں؟ مجھے دیکھو آزادی سے ہر جگہ آتی جاتی ہوں، کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے۔ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں، کسی مرد کی محتاج نہیں ہوں، فروا جو کہ دو سال پہلے اپنے شوہر سے خلع لے چکی تھی، گردن اکڑا کر فخریہ لہجے میں کہتی چلی گئی۔

حلیمہ جو کہ میکے میں ایک تقریب میں شرکت کیلئے آئی ہوئی تھی اور اب واپسی کے لئے شوہر کی منتظر تھی، مَردوں کے خلاف ایسے بے باک اظہارِ خیال پر شَشْدر رہ گئی۔

آس پاس کی خواتین بھی ان کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں، فروا کی ہی ہم خیال نصرت بھی میدان میں اتر کر کہنے لگی: اور نہیں تو کیا! فروا بالکل درست کہہ رہی ہے مَردوں کو ہر چیز میں آگے رکھ کر عورتوں کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے ہمارے یہاں، حالانکہ ہم مَردوں کی اتنی بھی محتاج نہیں ہیں۔

معاف کیجئے گا مگر مَردوں کو آگے ہم نے نہیں شریعت نے کیا ہے اور مَردوں کی محتاج تو ہم مرنے کے بعد بھی رہتی ہیں ڈیئر! آخر ہمارے جنازے سپردِ خاک کرنے کو بھی تو مرد ہی آگے ہوتے ہیں۔

اچانک فروا کو بریک لگ گئی تھی اور وہ مدد طلب نظروں سے نُصرت کو دیکھنے لگی تھی مگر اس سے پہلے ہی حلیمہ نے مزید کہنا شروع کیا: آپ نے درست کہا کہ ایک بلاک پیچھے میں خود بھی جاسکتی ہوں مگر راستے میں جو تحفظ مجھے میرے شوہر کے ساتھ ملتا ہے وہ اکیلی عورت کو نہیں مل سکتا۔ یاد ہے جب ہم چھوٹی ہوتی تھیں تو روڈ کراس کرتے ہوئے ہمارے ابو ہمیں پیچھے کرکے خود آگے رہتے تھے کہ کوئی تکلیف ہم تک نہ پہنچے، بھائی کے ساتھ کہیں جانا ہوتا تو بھائی خود آگے چلتے اور ہمیں حفاظت کے پیشِ نظر اپنے پیچھے رکھتے۔ مجھے فخر ہے اپنے باپ بھائی شوہر اور بیٹے کے آگے ہونے پر۔ پچھلے دنوں بارشوں میں ہماری کار چلتے چلتے رُک گئی تو میرے شوہر ہی تھے جو ہمیں آرام سے گاڑی میں بٹھا کر خود برستی بارش میں کار ٹھیک کرتے رہے یہاں تک کہ میرا بارہ سالہ بیٹا بھی مجھے بے فکر رہنے کی تلقین کرتا ٹارچ لے کر مسلسل کار کے باہر کھڑا رہا کہ امی آپ

* ناظمہ دارالمدینہ، لاہور

بے فکر ہو کر بیٹھیں بابا اور میں دیکھتے ہیں۔ گاڑی کا ٹائر چینج کرنا ہو یا ہوا بھروانی ہو، دروازے پر دستک ہو یا دوائی لانی ہو، راشن کا مسئلہ ہو یا پانی کی موٹر خراب، بجلی گیس کا بل بھرنا ہو یا بچوں کے معاملات الغرض کوئی بھی ایمرجنسی ہو میرے شوہر آگے ہوتے ہیں مجھے ان سب کی کوئی فکر ہی نہیں ہر کام تیار مل جاتا ہے۔ باپ ہو یا بھائی شوہر ہو یا بیٹا، یہ چار ایسے مضبوط سہارے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے عورت کو مکمل تحفظ و کامل ضمانت حاصل ہے اور یہ محتاجی یا کم مائیگی نہیں بلکہ تحفظ کی یقین دہانی ہے کہ کوئی بھی Problem ہم تک آنے سے پہلے ہی وہ Face کرلیں گے! ہمیں آرام پہنچانے کی خاطر وہ خود بے آرام ہو جاتے ہیں خود بُھوکے رہ کر ہمارے کھانے کا خیال، خود بارش میں بھیگ کر ہمیں Protect کرنا، خود پُرانے کپڑوں میں گزارہ کر کے ہمیں نیا لباس دینا، ہر تکلیف خود سہہ کر ہمیں راحت پہنچانے کی تگ و دو میں لگے رہنا، یہ ان مَردوں ہی کا تو خاصہ ہے مِس فروا۔ حلیمہ نے دَم بھر کو سانس لینے کے لئے رُک کر آس پاس کی خواتین پر نگاہ دوڑائی تو سب سراہتی نظروں سے حلیمہ کو دیکھ رہی تھیں۔

حلیمہ نے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا: آج مرد نہیں بلکہ بعض عورتیں چند مُراعات ملنے پر بے باک ہو گئی ہیں۔ مرد کا مقام و مرتبہ تو وہی ہے جو شریعت نے مقرر کیا جسے ہم سب نے تسلیم کیا سوائے چند آزاد خیال عورتوں کے! معذرت کے ساتھ جو تحفظات و سہولیات ان چار قسم کے مَردوں کے ذریعے عورت کو مُیَسَّر ہیں اگر ان مَردوں کو مائنس کر کے اس تحفظ کا تصور بھی کیا جائے تو یہ صرف خام خیالی ہے۔

مدرسے کی چُھٹّی پر میری بیٹی بھائی کا انتظار کرتی ہے تو یہ اس کی کمزوری نہیں بلکہ اسکا مان ہے کہ بھائی کے ساتھ بحفاظت گھر پہنچوں گی، لائٹ جانے پر میرے شوہر میرے لئے ٹارچ آن کرتے ہیں تو یہ میری بُزدلی نہیں بلکہ میرا آنر ہے کہ میرا اس قدر خیال رکھا جاتا ہے، میں ایک بلاک پیچھے جانے کے لئے بھی انتظار کر رہی ہوں تو یہ میری کمزوری نہیں بلکہ میرا وقار ہے کہ وہ میرا سائبان میرا محافظ ہے۔

فروا نے سنبھلتے ہوئے ایک اور کمزور سی دلیل دی: پھر بھی عورتوں کو بالکل ہی پیچھے تو نہیں رہنا چاہئے۔ دوسرے ملکوں کی عورتیں آج ہر میدان میں مرد کے برابر اور کہیں تو ان سے بھی آگے ہیں اور ہم کنویں کے مینڈک کی طرح وہیں کی وہیں ہیں! تو حلیمہ بولی: ہمیں اَغیار کے کلچر اور روایتوں سے کیا سروکار مِس فروا! ان کا مقابلہ مسلم خواتین سے بھلا کیا ہو سکتا ہے۔ ان کو ان کے حال پر رہنے دیں جو کہ صرف دور سے خوشنما نظر آتے ہیں، پاس جا کر دیکھو تو اپنی حالت سے وہ خود راہِ فرار چاہتی ہیں۔ جن مضبوط سہاروں اور عزت کے محافظوں کو انہوں نے پسِ پشت ڈالا آج وہ ان کی طلب شدّت سے محسوس کرتی ہیں مگر اب چونکہ تمام اختیارات وہ غلطیوں کے سبب کھو چکی ہیں اس لئے اپنی محرومیوں کو مٹانے کے لئے خالی خُولی دعوے کر کے دوسروں کو بھی اس دَلدَل میں پھنسانا چاہتی ہیں۔ ہمیں تو جو ہمارے دین نے حقوق دیئے وہی کافی ہیں اور جب ہمارے رب نے مرد کو ہم پر حاکم بنادیا ہے تو ہم کیوں اس سے مقابلہ کرنے یا برابر آنے کا سوچیں! ہم کون ہوتی ہیں اس کے برابر حق کا دعویٰ کرنے والیاں جس کو برتری ربُّ العٰلمین نے عطا فرما دی؟ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں حلیمہ آپ، ہم سب کا بھی یہی نظریہ اور فیصلہ ہے۔ فرزانہ کے کہنے پر سب ہم آواز ہو کر حلیمہ کی تائید کرنے لگیں۔

مِس اسریٰ مریم نے آخری جملہ کہہ کر حلیمہ کے پرجوش بیان پر مہر لگائی کہ جب اتنی عزت و اکرام، خصوصی قدر و احترام اور بلا معاوضہ آرام ہمیں مل رہا ہے تو کوئی احمق ہی ہو گی جو ان سب سے دستبردار ہو کر الگ سے کسی کے حقوق کا مطالبہ کرے گی۔ اللہ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔ ہارن کی آواز پر حلیمہ نے حجاب لیا، سب کو الوداع کہا اور اعتماد سے قدم اُٹھاتی ہوئی گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔

اسلام کی راہ میں آنے والی دشواریوں پر صبر کرنے والی اور ثابت قدم رہنے والی خواتین میں سے ایک خوش بخت عورت، صحابیۂ رسول حضرت سیّدتُنا اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنی عامر سے ہے۔ آپ ابوعَکَر دَوسی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا دینِ اسلام کی تبلیغ و اِشاعت اور صبر و اِستقامت کے حوالے سے بہت مشہور رہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کی ثابت قدمی: حضرتِ سیّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرتِ اُمِّ شریک مکّہ میں تھیں، ان کے دل میں اسلام کی عَظمت پیدا ہوگئی اور اسلام لے آئیں۔ قبولِ اسلام کے بعد خُفیہ طور پر قریش کی عورتوں سے ملتیں اور انہیں اسلام کی دعوت دے کر قبولِ اسلام کی ترغیب دلاتیں حتّٰی کہ اہلِ مکّہ پر ظاہر ہوگیا کہ یہ ایمان لاچکی ہیں۔ چنانچہ اہلِ مکّہ نے آپ کو پکڑ کر کہا: ”اگر ہمیں تمہارے قبیلہ کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سخت سزا دیتے لیکن اب ہم تمہیں مسلمانوں کی طرف لوٹا کر ہی دَم لیں گے۔“ آپ خود بیان کرتی ہیں کہ اہلِ مکّہ نے مجھے بغیر کَجاوے کے اُونٹ پر سُوار کیا کہ میرے نیچے کوئی کپڑا اور زِین وغیرہ بھی نہ تھی۔ تین دن تک مجھے اسی حالت میں چھوڑے رکھا نہ کچھ کھلاتے نہ پلاتے۔ مجھ پر تین دن ایسے گزرے کہ میں نے زمین پر چلنے والی کسی چیز کی آواز نہ سنی۔ اہلِ مکّہ جب بھی کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو مجھے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے اور خود سائے میں جاکر بیٹھ جاتے اور مجھے کھانے پینے کو بھی کچھ نہ دیتے۔ میں اسی حالت میں رہتی حتّٰی کہ وہ وہاں سے کُوچ کر جاتے۔ اسی دوران انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور مجھے دھوپ میں باندھ کر خود سائے میں چلے گئے۔ اچانک میں نے اپنے سینہ پر کسی چیز کی ٹھنڈک محسوس کی، دیکھا تو وہ پانی کا ایک ڈول تھا۔ میں نے اس میں سے تھوڑا سا پانی پیا پھر اسے ہٹالیا گیا اور وہ بلند ہوگیا، کچھ دیر بعد ڈول پھر آیا میں نے اس میں سے پیا اسے پھر اٹھالیا گیا پھر اسی طرح آیا میں نے اس میں سے تھوڑا سا پانی پیا اسے پھر اٹھالیا گیا، کئی بار ایسا ہوا، پھر وہ ڈول میرے حوالے کر دیا گیا، میں نے سیر ہو کر پیا اور بقیہ پانی اپنے جسم اور کپڑوں پر اُنڈیل لیا۔ جب وہ لوگ بیدار ہوئے، مجھ پر پانی کا اَثر محسوس کیا اور مجھے اچھی حالت میں دیکھا تو کہا: ”کیا تم نے کُھل کر ہمارے مَشکیزوں سے پانی پیا ہے؟“ میں نے کہا: ”نہیں! بخدا! میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس اس طرح معاملہ پیش آیا ہے۔“ انہوں نے کہا: ”اگر تم سچی ہو تو پھر تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔“ جب انہوں نے اپنے مَشکیزوں کو دیکھا تو انہیں ایسے ہی پایا جیسے انہوں نے چھوڑے تھے۔ پھر اسی وقت وہ ایمان لے آئے۔ (الاصابۃ،8/417،حلیۃ الاولیاء،2/96)

اللہ پاک حضرت اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا کے صدقے ہمیں بھی صبر واِستقامت کی دولت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی فضیل رضا عطاری*

1 تین طلاق کے بعد عورت عدت کہاں گزارے گی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ تین طلاق واقع ہونے کے بعد عورت عدّت کہاں گزارے گی؟ عدّت شوہر کے گھر گزارنا لازم ہے؟ یا اپنے والدین کے گھر بھی گزار سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

طلاق یا وفات کی عدّت میں عورت پر اپنے شوہر کے گھر پر عدّت گزارنا واجب ہے۔ بلا اجازتِ شرعی شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر یا کسی اور جگہ عدّت نہیں گزار سکتی ہاں شوہر زبردستی نکال دے تو اور بات ہے مجبوراً والدین وغیرہ کے گھر عدّت پوری کرنی ہوگی۔ یاد رہے کہ ایک یا دو طلاقِ بائن یا تین طلاقِ مغلّظہ کی صورت میں یہ عورت اپنے شوہر کے لئے اجنبیہ ہو جائے گی اور دورانِ عدّت بھی شوہر سے پردہ کرنا شرعاً لازم ہوگا۔ اگر ایک مکان میں رہ کر پردہ کرنا ممکن نہ ہو تو بہتر ہے کہ عدّت ختم ہونے تک شوہر دوسری جگہ رہائش اختیار کرے اور عورت کو اسی گھر میں عدّت گزارنے دے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کیا عورت 40 کلو میٹر کی مسافت پر بغیر محرم کے جاسکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت 35 سے 40 کلو میٹر کی مسافت پر کسی کام کی غرض سے بغیر محرم یا شوہر کے جاسکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ظاہر الروایہ اور اصل مذہب کے مطابق عورت کے لئے صرف مسافتِ شرعی یعنی 92 کلو میٹر یا اس سے زائد سفر بغیر محرم یا شوہر کے کرنا، ناجائز و گناہ ہے، ایک دن یعنی تقریباً 30 کلو میٹر کے سفر کا یہ حکم نہیں۔ لیکن شیخین (امامِ اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ) سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ بغیر محرم یا شوہر عورت ایک دن کی مسافت پر بھی نہیں جاسکتی اور فقہاءِ کرام نے فسادِ زمانہ کی وجہ سے سدًّا للذرائع اس روایت پر بھی فتویٰ دیا ہے، لہٰذا اب عورت ایک دن کی مسافت پر بھی بغیر محرم یا شوہر سفر نہیں کرسکتی شرعاً منع ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

کھچڑا

بنتِ رمضان نقشبندیہ عطاریہ

درکار اشیاء:

اشیاء	مقدار
کُٹا ہوا گیہوں:	ایک پاؤ (اس گیہوں کا چھلکا اُترا ہوا ہوتا ہے، اس کو دلیم کا گیہوں بھی کہتے ہیں)
چنے کی دال:	ایک پاؤ
گائے کا گوشت:	ایک کلو
لال مرچ پسی ہوئی:	تین چائے کے چمچ
ہلدی:	دو چائے کے چمچ
اَدرک، لہسن کا پیسٹ:	دو چائے کے چمچ
ہری مرچ باریک کٹی ہوئی:	آٹھ سے دس عدد
نمک:	حسبِ ذائقہ
تیل:	ایک پاؤ
پیاز:	دو عدد (باریک کٹی ہوئی بگھار کے لئے)
سفید زِیرہ:	ایک چائے کا چمچ
گرم مسالا پسا ہوا:	ایک چائے کا چمچ
ہرا دھنیا باریک کٹا ہوا:	ایک گٹھی (درمیانی سائز کی)
پودینہ باریک کٹا ہوا:	ایک گٹھی (درمیانی سائز کی)
اَدرک:	دو اِنچ کا ٹکڑا (باریک کٹی ہوئی)
لیموں:	دو عدد (کٹے ہوئے)

ترکیب:

1 گیہوں (wheat) اور چنے کی دال (Yellow lentils) کو الگ الگ سات یا آٹھ گھنٹے کے لئے بھگو دیں۔

2 گوشت میں لال مرچ، ہلدی، اَدرک، لہسن کا پیسٹ اور پانی ڈال کر گلنے کے لئے رکھ دیں، جب گوشت اچھی طرح گل جائے تو اس میں سبز مرچیں ڈال کر گھوٹنے سے گھوٹ لیں۔

3 گیہوں اور چنے کی دال بھی الگ الگ برتن میں خُوب گلا لیں، ان دونوں کو بھی الگ الگ گھوٹ لیں۔

4 اب گوشت، چنے کی دال اور گیہوں ایک ہی برتن میں ڈال کر پھر دوبارہ اچھے سے گھوٹ (Grind) لیں اور حسبِ ضرورت نمک شامل کرلیں۔

5 فرائی پین میں تیل ڈال کر اس میں پیاز فرائی ہونے کے لئے ڈالیں، جب پیاز (onion) براؤن ہو جائیں تو گارنشنگ یعنی کھچڑے کے اُوپر چھڑکاؤ کرنے کے لئے نکال کر رکھ لیں۔ پھر اُسی تیل میں سفید زیرہ اور گرم مسالا ڈال کر دلیم میں تڑکا لگائیں۔ تیار ہونے کے بعد برتن میں نکال کر اوپر سے باریک کٹا ہوا ہرا دھنیا، پودینہ، اَدرک، براؤن پیاز اور لیموں ڈال کر نان کے ساتھ پیش کریں۔ (چاٹ مسالا بھی ڈال سکتے ہیں، لذّت بڑھ جائے گی)
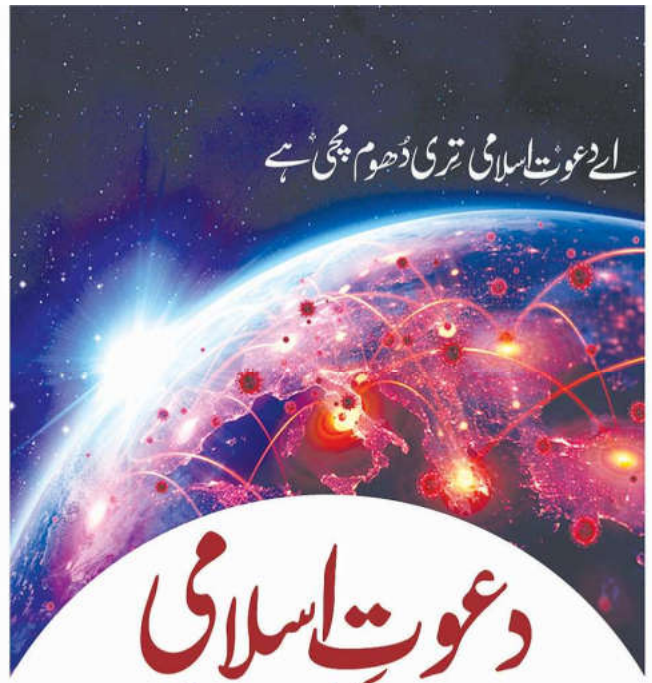
دعوتِ اسلامی کے شعبہ جات کی مدنی خبریں

مسجد کا سنگِ بنیاد: 20جون 2020ء بروز ہفتہ دعوتِ اسلامی کی مجلس خُدّامُ المساجد کے تحت فاروق آباد، پنجاب کے علاقہ سچا سودا میں ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اس موقع پر مبلغِ دعوتِ اسلامی نے سنّتوں بھرا بیان بھی کیا۔

عطیۂ خون مُہِم: تھیلسیمیا اور خون کے دیگر امراض میں مبتلا افراد کی خیرخواہی کے لئے 12، 13 اور 14 جون 2020ء کو دعوتِ اسلامی کے تحت عطیۂ خون مہم (Blood Donation Campaign) کا انعقاد کیا گیا۔ پاکستان کے 100 سے زائد شہروں میں 332 مقامات پر بلڈ کیمپس لگائے گئے جن میں 23128 خون کی بوتلیں جمع کی گئیں۔ اس مہم کے دوران دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اراکین، مختلف شخصیات اور دعوتِ اسلامی کے ذمّہ داران سمیت کثیر تعداد میں عاشقانِ رسول نے خون کے عطیات پیش کئے۔

آن لائن کورسز: دعوتِ اسلامی کی مجلس مدنی کورسز کے تحت اسلامی بھائیوں کیلئے مختلف مدنی کورسز کا سلسلہ رہتا ہے۔ موجودہ حالات کی وجہ سے آن لائن مدنی کورسز کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ فیضانِ نماز کورس، اصلاحِ اعمال کورس اور 12 مدنی کام کورس آن لائن کروائے گئے۔ اب تک پاکستان بھر میں 1746 مدنی کورسز مکمّل ہو چکے ہیں جن میں 5519 عاشقانِ رسول نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

عید ملن اجتماع: 29 مئی 2020ء بروز جمعہ مدنی مرکز فیضانِ مدینہ مگسی کالونی حب بلوچستان میں عید ملن اجتماع کا سلسلہ ہوا۔ اس اجتماع میں رکنِ شوریٰ حاجی محمد امین عطّاری سمیت دیگر ذمّہ داران اور بڑی تعداد میں عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ اس موقع پر رکنِ شوریٰ نے صدقے کے موضوع پر سنّتوں بھرا بیان فرمایا اور رمضان عطیات مہم میں بہترین کارکردگی پر ذمّہ داران کو مدنی تحائف بھی دیئے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ذوالقعدۃ الحرام 1441ھ کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: "محمد تیمور خالد (کراچی)، عبدالہادی (ٹنڈوآدم)، محمد عبداللہ آصف (کراچی)" انہیں مدنی چیک روانہ کر دیے گئے ہیں۔ درست جوابات: (1) کیا آپ جانتے ہیں؟ صفحہ: 28، لائن: 9، (2) کھجور کا درخت، صفحہ: 41، لائن: 3، (3) اللہ پاک سے محبت، صفحہ: 38، لائن: 7، (4) جوائنٹ فیملی سسٹم اور بچوں کے جھگڑے، صفحہ: 46، لائن: 54، (5) کیسی بچت؟، صفحہ: 42، لائن: 11۔ **درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 12 منتخب نام:** (1) بنت محمد افسر علی (کراچی) (2) مزمل حسین (ملتان) (3) محمد ایوب (راولپنڈی) (4) بنت محمد عرفان (شیخوپورہ) (5) محمد قاسم (کراچی) (6) یاسر علی (کراچی) (7) بنت شاہد (شاہکوٹ) (8) محمد ابراہیم (لودھراں) (9) اسوہ جہانگیر (راولپنڈی) (10) قاسم رضا (ملتان) (11) تنزیہ رحمان (سرگودھا) (12) مؤمنہ بنت خادم حسین (نارووال)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1441ھ" کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کا نام نکلا: "سید طفیل رضا (کراچی)، محمد معاذ عطاری (لاہور)، خلیل احمد (کراچی)" انہیں مدنی چیک روانہ کر دیا گیا ہے۔ درست جوابات: (1) حضرت سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ (2) ذوالقعدۃ 6 ہجری **درست جوابات بھیجنے والوں کے نام:** (1) بنت محمد نعیم (کراچی)، (2) محمد عمر عطاری (کشمیر)، (3) بنت قابل (خیرپور)، (4) محمد حسن رضا (سیالکوٹ)، (5) اکبر کندی (عیسیٰ خیل)، (6) بنت محمد اکرم (ملتان)، (7) بنت غلام رسول (اوکاڑہ)، (8) محمد ساجد عطاری (کراچی)، (9) امتیاز احمد (سرگودھا)، (10) بنت جہانگیر احمد (راولپنڈی)، (11) بنت گوہر علی (شیخوپورہ)، (12) محمد فہد عطاری (ڈگری۔سندھ)

سنّتوں بھرے اجتماعات: 3جون 2020ء بروز بدھ راولپنڈی اور ڈیفنس کراچی میں بذریعہ اسکائپ سنّتوں بھرے اجتماعات کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ دونوں جگہ دعوتِ اسلامی کی مبلّغہ اسلامی بہنوں نے "لالچ" کے موضوع پر بیان کیا اور شریک اسلامی بہنوں کو نیک اعمال کی ترغیب دلائی 14جون 2020ء بروز اتوار میانوالی ڈگری کالج کی طالبات کے درمیان بذریعہ اسکائپ سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں کالج کی پروفیسرز، طالبات اور دیگر اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ عالمی مجلسِ مشاورت کی نگران اسلامی بہن نے اس اجتماع میں انسان کے مقصدِ تخلیق اور سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احسانات پر بیان کرتے ہوئے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دلائی۔ **شارٹ کورسز:** اسلامی بہنوں کی مجلس آن لائن کورسز کے تحت پاکستان کے مختلف صوبوں اور شہروں میں فیضانِ تلاوت کورس، فیضانِ عُمرہ کورس، طہارت کورس اور مِفْتَاحُ الْجَنَّۃ (جنّت کی چابی) کورس کروائے گئے۔ ان کورسز میں شریک اسلامی بہنوں کو غسل، وضو، تلاوتِ قراٰنِ کریم، عُمرہ اور دیگر موضوعات پر ضروری شرعی احکام سکھانے اور نیک اعمال کی ترغیب دلانے کا سلسلہ ہوا۔ مجموعی طور پر 753 مقامات پر یہ آن لائن کورسز کروائے گئے جن میں تقریباً10 ہزار 168 اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ کورسز میں شریک اسلامی بہنوں نے اچّھی اچّھی نیتوں کا اظہار بھی کیا۔ **مدنی انعامات اجتماعات:** اسلامی بہنوں کی مجلس مدنی انعامات کے تحت جون 2020 میں پاکستان کے کئی شہروں میں آن لائن مدنی انعامات اجتماعات کا انعقاد کیا گیا جن میں کثیر اسلامی بہنیں شریک ہوئیں۔ دعوتِ اسلامی کی مبلّغات نے ان اجتماعات میں سنّتوں بھرے بیانات کئے اور شریک اسلامی بہنوں کو مدنی انعامات کی تفصیل اور آسانیاں بتاتے ہوئے ان کے مطابق زندگی گزارنے کی ترغیب دلائی۔

سنّتوں بھرے اجتماعات: جون 2020ء میں یوکے، امریکا، کینیڈا، جرمنی اور بیلجیئم میں تقریباً50 مقامات پر سنّتوں بھرے اجتماعات کا سلسلہ ہوا جن میں کم و بیش 1341 اسلامی بہنیں شریک ہوئیں۔ ان اجتماعات میں مبلّغہ اسلامی بہنوں نے بیانات کے ذریعے شریک اسلامی بہنوں کو قراٰن و سنّت پر عمل کرنے اور دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہنے کی ترغیب دلائی۔ **آن لائن کورس:** 15 جون 2020ء سے کینیڈا اور امریکا میں 19 دن پر مشتمل "فیضانِ سورۂ بَقَرہ کورس" کروایا گیا جس میں کم و بیش 70 اسلامی بہنیں شریک ہوئیں۔ اس کورس میں سورۂ بَقَرہ کی تلاوت، ترجمہ و تفسیر، پچھلی اُمّتوں کے واقعات، نماز، روزہ اور حج وغیرہ کے ضروری احکام سکھانے کا سلسلہ رہا۔

محرم الحرام کے اہم واقعات ایک نظر میں

یکم مُحرّمُ الحرام یومِ عمر فاروقِ اعظم	امامُ العادِلین، غَیظُ المُنافِقین، مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِین، خلیفۂ دُوُم، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تدفین یکم (1st) محرمُ الحرام 24ھ کو کی گئی۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439، 1440 اور 1441ھ)
10 مُحرّمُ الحرام واقعۂ کربلا	نَواسۂ رسول، راکبِ دَوشِ مصطفےٰ، امامِ عالی مَقام حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رُفقا کو 10 محرمُ الحرام 61ھ کو میدانِ کربلا میں شہید کیا گیا۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439، 1440 اور 1441ھ)
14 مُحرّمُ الحرام یومِ وِصال مفتیِ اعظم ہند	شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حُضور مفتیِ اعظم ہند حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نُوری رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال 14 مُحرّمُ الحرام 1402ھ کو بریلی شریف ہند میں ہوا۔ (جہانِ مفتیِ اعظم ہند، ص130)
18 مُحرّمُ الحرام یومِ وصال مفتیِ دعوتِ اسلامی	دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے (مرحوم) رُکن، مفسرِ قراٰن، مفتیِ دعوتِ اسلامی، حافظ حاجی محمد فاروق عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال 18 محرمُ الحرام 1427ھ کو ہوا۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 اور 1440ھ)
مُحرّمُ الحرام 14 یا 15ھ جنگِ قادِسِیَّہ	حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مُحرّمُ الحرام 14 یا 15ھ میں "جنگِ قادسیہ" رونما ہوئی، جس میں کم و بیش 10 ہزار سے زائد مسلمانوں نے تقریباً ایک لاکھ 20 ہزار ایرانی کفار سے 4 دن تک مقابلہ کیا، اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیمُ الشّان فَتح و نُصرت عطا فرمائی۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: فیضانِ فاروقِ اعظم، 2/668 تا 676)

اللہ پاک کی ان سب پر رحمت ہو اور ان سب کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

فرض نمازوں کی رکعتوں کی تعداد

پانچوں نمازوں میں کل 48 رَکعات ہیں۔ جن میں 17 رَکعات فرض 3 رکعات واجب، 12 رَکعات سنّتِ مؤکدہ، 8 رَکعات سنّتِ غیر مؤکّدہ ہیں اور 8 رَکعات نفل ہیں۔

نمبر شمار	نام اوقات	سنت مؤکدہ قبلیہ	سنت غیر مؤکدہ قبلیہ	فرض	سنت مؤکدہ بعدیہ	سنت غیر مؤکدہ بعدیہ	نفل	واجب	نفل	کل تعداد
1	فجر	2	-	2	-	-	-	-	-	4
2	ظہر	4	-	4	2	-	2	-	-	12
3	عصر	-	4	4	-	-	-	-	-	8
4	مغرب	-	-	3	2	-	2	-	-	7
5	عشا	-	4	4	2	-	2	3	2	17
6	جمعہ	4	-	2	4	2	2	-	-	14

صُلح میں بھلائی ہے

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

رَمَضانُ المبارَک 1441ھ کی 25ویں رات نمازِ تراویح کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے میں ایک سوال کیا گیا کہ ہمارے والد صاحب کا ہمارے چچا اور دیگر چند رشتہ داروں سے جھگڑا ہے تو اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا ہم بھی ان رشتہ داروں سے تعلق توڑ کر رکھیں یا ہمیں اپنے رشتے کے مطابق ان سے بنا کر رکھنی چاہئے؟

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ارشاد فرمایا: والدین کے جھگڑوں میں اولاد کو نہیں پڑنا چاہئے، چچا سے بھتیجے کو صِلۂ رحمی تو کرنی ہی ہوگی، قطعِ رحمی حرام ہے، اگر دونوں بھائی آپس میں ناراض ہیں اور اس وجہ سے بیٹا اپنے چچا سے نہیں ملتا تو یہ نہیں ہونا چاہئے، لڑائی چاہے والد صاحب کی اپنے بھائی سے ہو یا والدہ کی اپنی بہن سے، اولاد اپنے والدین کی لڑائی کی وجہ سے صِلۂ رحمی کرنے سے خود کو محروم نہ کرے، نیز بھائی بہن کو، بھائی بھائی کو، بہن بہن کو آپس میں ناراضیاں رکھنی نہیں چاہئیں بلکہ ہمت کر کے کچھ آگے بڑھ کر میل ملاپ کر لینا چاہئے۔ (حکایت) ہمارے بڑوں کے آپس میں کچھ مسائل ہوئے ہوں گے جس کی وجہ سے میری (یعنی امیرِ اہلِ سنّت کی) خالہ کے ہاں ہم لوگوں کا آنا جانا بند تھا اور نہ ہی وہ آتی تھیں۔ کھارادر میں شہید مسجد کے پاس خالہ کا گھر تھا اور میں اسی مسجد میں امامت کرتا تھا، اللہ کے کرم سے مجھے توفیق مل گئی اور میں ہمت کر کے خالہ کے گھر چلا گیا (میرا تو ویسے بھی ان سے کوئی جھگڑا نہیں تھا)، مجھے دیکھ کر وہ لوگ حیران ہو گئے اور کہنے لگے: تُم؟ میں نے کہا: "ہاں! میں صلح کرنے آیا ہوں مُعاف کر دو! خالو سے ملا تو انہوں نے کہا کہ تُم اتنے بڑے آدمی ہو گئے ہو اور ہم سے خود ملنے آئے ہو! (یہ ان دنوں کی بات ہے جب دعوتِ اسلامی کو بنے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا تھا لیکن دعوتِ اسلامی کی وجہ سے میرا نام ہو گیا تھا)، یوں ان سے صلح کر کے میں گھر آیا اور اپنی بہن وغیرہ کو سمجھا بجھا کر کہا کہ میں راہ ہموار کر کے آیا ہوں لہٰذا تم لوگ خالہ کے ہاں چلے جاؤ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ وہ لوگ بھی ان کے ہاں چلے گئے اور اللہ پاک کے کرم سے خالہ کے ہاں ہمارے آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لہٰذا جن کی بھی آپس میں ناراضگیاں ہیں ان میں سے کوئی ایک پارٹی ہمت کرے تو ترکیب بن سکتی ہے، البتہ اگر پُرانی باتیں یاد دلائیں گے کہ "تم نے یہ بولا تھا، یوں یوں کیا تھا، میں پھر بھی چل کر آیا ہوں" تو ہو سکتا ہے وہ بولیں کہ دروازہ ابھی تک ہم نے بھیڑا (یعنی بند) نہیں (کیا) ہے تُو نکل جا، تو آیا ہی کیوں ہے؟ لہٰذا جو صلح کرنے جائے اس کے اندر جُھکاؤ ہونا چاہئے کیونکہ صلح کے دروازے کی چوکھٹ تھوڑی نیچے ہے، اگر جُھک کر جائیں گے تو داخلہ مل جائے گا، اَکڑتے ہوئے جائیں گے تو سَر ٹکرا جائے گا اور صلح ہو گی نہیں، بہر حال جو عاجزی کرے گا، جُھکے گا وہی کامیاب ہوگا۔ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہ یعنی جس نے اللہ کی رضا کے لئے عاجزی کی اللہ پاک اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔ (شعب الایمان، 6/276، حدیث: 8140) لہٰذا سب کو صلح کرنی چاہئے، اس Topic کے حوالے سے مکتبۃُ المدینہ کا ایک بہت پیارا رسالہ ہے "ہاتھوں ہاتھ پھوپھی سے صلح کر لی" اس رسالے کو پڑھ کر اللہ پاک نے چاہا تو آپ کا ذہن بن جائے گا کہ جھگڑا نہیں صلح ہونی چاہئے۔ اللہ کریم ہمیں آپس میں صلح کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ISBN 978-969-631-974-0

0125764

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net